جمادی الاخریٰ ۱۴۴۶ھ دسمبر ۲۰۲۴ء
DECEMBER-2024 Rs. 30/-

مدیر اعلیٰ
جانشین تاج الشریعہ مفتی محمد عسجد رضا خان قادری نوری بریلوی
مدظلہ العالی

مسلک اعلیٰ حضرت کا نقیب و پاسبان

ماہنامہ سنی دنیا
بریلی شریف

MAHNAMA SUNNI DUNIYA, BAREILLY SHAREEF

ہر مسجد توڑی جائے گی، ہر مزار کھودا جائے گا؟

لہولہان سنبھل

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر

فیضان سید صدیق اکبر! بزبان صحابۂ کرام

غیبت! معاشرے کا ایک خطرناک ناسور

استاذ زمن کی شاعری میں رنگ برکاتیت

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں

تصوف اور اس سے متعلق شبہات کا ازالہ

حضرت مفسر قرآن! ارباب علم و دانش کی نظر میں

موجودہ حالات اور مسلمانان ہند

تسبیح ربانی اور تحقیق طوفانی

مسلمانو! جذبات کی دنیا سے باہر آؤ

مدیر:
مفتی محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی

مركز الدراسات الإسلامية
جامعة الرضا
بريلي شريف يو بي، هند

CENTER OF ISLAMIC STUDIES JAMIATUR RAZA

MARKAZ NAGAR MATHURAPUR, C.B.GANJ, BAREILLY SHARIF (U.P.)

Imam Ahmad Raza Trust

82-Saudagran, Raza Nagar, Bareilly U.P.-243003 (India)

امام احمد رضا ٹرسٹ

۸۲/سوداگران رضا نگر بریلی شریف یوپی (الہند)

E-mail: imamahmadrazatrust@aalaahazrat.com
imamahmadrazatrust@yahoo.co.in
Website: www.aalaahazrat.com, jamiaturraza.com, hazrat.org

Contact No. +91 0581 3291453
+91 9897007120
+91 9897267869

State Bank of India, Bareilly.
A/C No. 030078123009
IFSC Code : SBIN0000597

HDFC Bank, Bareilly
A/c No. 50200004721350
IFSC Code : HDFC0000304

بیادگار امام المتکلمین حضرت علامہ مفتی محمد نقی علی خاں قادری بریلوی، اعلیحضرت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی، حجۃ الاسلام حضرت علامہ مفتی محمد حامد رضا خاں قادری بریلوی، مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی محمد مصطفےٰ رضا خاں قادری بریلوی، مفسر اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد ابراہیم رضا خاں قادری بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

بانی و سرپرست روحانی

وارث علوم اعلیٰ حضرت عکس حجۃ الاسلام ثانی
مفتی اعظم نور دیدۂ مفسر اعظم تاج الشریعہ
بدر الطریقہ حضرۃ العلام الحاج الشاہ المفتی
محمد اختر رضا
خان قادری ازہری بریلوی
رحمۃ اللہ علیہ

سرپرست و مدیر اعلیٰ

نبیرۂ اعلیٰ حضرت شہزادہ و جانشین تاج الشریعہ
قاضی القضاۃ فی الہند پیر طریقت رہبر شریعت
قائد ملت حضرۃ العلام الحاج الشاہ المفتی
محمد عسجد رضا
خان قادری نوری بریلوی
مدظلہ العالی

سواد اعظم اہل سنت و جماعت آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کا علمی ادبی و اصلاحی ترجمان

مسلک اعلیٰ حضرت کا نقیب و پاسبان

ماہنامہ سنی دنیا
بریلی شریف

MAHNAMA SUNNI DUNIYA

شمارہ نمبر ۱۲
Issue No. 12
Vol. 9 جلد نمبر ۹

۱۴۴۶ھ
جمادی الاخریٰ
دسمبر ۲۰۲۴ء

مدیر: مولانا محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی

تزئین کار

عتیق احمد حشمتی (شجاع ملک)
آئی ٹی ہیڈ: جامعۃ الرضا

محمد تمہید خان عرشی
فائزہ پرنٹرس، حامدی مارکیٹ

قیمت فی شمارہ: ۳۰ روپے
سالانہ ۳۵۰ روپے سادہ ڈاک سے
سالانہ ۶۰۰ روپے رجسٹرڈ ڈاک سے
پاکستان، سری لنکا اور بنگلہ دیش سے ۱۲۰۰ روپے
امریکہ اور دیگر ممالک سے ۳۵ امریکی ڈالر

انتباہ
کسی بھی طرح کی قانونی چارہ جوئی صرف بریلی شریف کے کورٹ میں قابل سماعت ہوگی، مضمون نگار اور اہل قلم کی آرا سے ادارہ کا اتفاق ضروری نہیں۔

نوٹ
قارئین کرام رسالہ سے متعلق کسی بھی طرح کی شکایت یا معلومات کے لئے صبح ۹ بجے سے دوپہر ۲ بجے تک موبائل نمبر 8755096981 پر رابطہ کر سکتے ہیں۔

ہدایت
اہل قلم حضرات اور شعرائے اسلام سے التماس ہے کہ اپنے کمپوز شدہ مضامین و منظومات کی ان پیج یا ڈوک فائل رسالہ کی ای میل آئی ڈی پر بھی بھیج سکتے ہیں۔

Contact Address
MAHNAMA SUNNI DUNIYA
82-Saudagran, Dargah Aalahazrat
Bareilly Sharif (U.P.) Pin - 243003
Contact Numbers
0581-2458543, 2472166, 3291453

Email:
sunniduniya@aalaahazrat.com
nashtarfaruqui@gmail.com
atiqahmad@aalaahazrat.com
Visit Us:
www.sunniduniya.com
www.aalaahazrat.com
www.cisjamiaturraza.ac.in

رابطہ کا پتہ
ماہنامہ سنی دنیا
۸۲/ سوداگران، درگاہ اعلیٰ حضرت
بریلی شریف پن نمبر ۲۴۳۰۰۳

ایڈیٹر، پبلیشر، پرنٹر اور پروپرائٹر مولانا محمد عسجد رضا خاں قادری نے فائزہ پرنٹرس بریلی سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ سنی دنیا ۸۲ سوداگران درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی سے شائع کیا۔
Editor, Printer, Publisher & Owner Asjad Raza Khan, Printed at Faiza Printers, Opp. Lala Kashinath Jewelers, Hamidi Complex, Gali Wazeer Ali, Bara Bazar, Bareilly, Published at 82, Saudagran, Dargah Aala Hazrat, Bareilly Shareef (U.P.)

اس شمارے میں

مشمولات

کالم	مضمون	مضمون نگار	صفحہ
اداریہ	ہر مسجد توڑی جائے گی، ہر مزار کھودا جائے گا؟	محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی	۵
اسلامیات	امر بالمعروف اور نہی عن المنکر	مفتی سید اولاد رسول قدسی	۶
☜	غیبت! معاشرے کا ایک خطرناک ناسور	مولانا مدثر حسین اشرفی	۱۴
☜	تصوف اور اس سے متعلق شبہات کا ازالہ	ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن	۱۶
قند مکرر	موجودہ حالات اور مسلمانان ہند	بحر العلوم علامہ عبد المنان اعظمی	۲۴
احوال قوم وملت	مسلمانو! جذبات کی دنیا سے باہر آؤ	مولانا خلیل احمد فیضانی	۳۰
احوال وطن	لہولہان سنبھل	مولانا غلام مصطفیٰ نعیمی	۳۲
اسلاف واخلاف	فیضان سید صدیق اکبر! بزبان صحابۂ کرام	عالمہ اے رضویہ	۳۴
☜	استاذ زمن کی شاعری میں رنگ برکاتیت	محمد قمر الزماں رضوی	۴۰
☜	حضرت مفسر قرآن! ارباب علم ودانش کی نظر میں	مفتی محمد اظہار النبی مصباحی	۴۳
رضویات	اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں	ڈاکٹر محمد اقبال اختر القادری	۴۷
تحقیقات	تسبیح ربانی اور تحقیق طوفانی	مولانا محمد کوثر امام قادری	۴۸
ترغیبات	فکر آخرت	علامہ مفتی محمد صالح بریلوی قادری	۵۱
منظومات	خودنمائی چھوڑے اور سادگی سے نعت پڑھ	مولانا سلمان رضا فریدی مصباحی	۵۳
☜	نصیب اپنا بناؤ نبی نبی کہہ کر	سید خادم رسول عینی	۵۳
خیر وخبر	طلبۂ جامعۃ الرضا کا پیغام! قوم مسلم کے نام	محمد بلال رضا رضوی	۵۴
☜	الماس ملت کو ہدیۂ تبریک	محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی	۵۴

مفتی محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی

ہر مسجد توڑی جائے گی، ہر مزار کھودا جائے گا؟

ملک کو ایک بار پھر فسادات کی آگ میں جھونکنے کی پلاننگ

اداریہ

جب سپریم کورٹ نے اپنے ایک غیر منطقی فیصلے کے ذریعہ بابری مسجد کو ہندوؤں کے حوالے کر دیا تو ایسا لگا کہ اب مندر مسجد کا جھگڑا ختم ہو گیا، لیکن یہ بات محض ہماری خوش فہمی ثابت ہوئی، کیونکہ کچھ شر پسند ہندوؤں نے زور و شور سے یہ نعرہ لگانا شروع کر دیا ''ایودھیا تو ایک جھانکی ہے، کاشی متھرا باقی ہے'' اور کچھ دنوں بعد اس نعرہ کو زمین پر اتارتے ہوئے بنارس یعنی کاشی کی ''عالم گیری مسجد'' (جسے ''گیان واپی مسجد'' بھی کہا جاتا ہے) پر یہ دعویٰ کیا گیا کہ یہ ''شِو مندر'' توڑ کر بنائی گئی ہے، سروے ہوا، کھدائی ہوئی اور وضو خانے میں لگے فوّارے کو ''شِو لنگ'' بتا دیا گیا، اس کے بعد متھرا کی ''شاہی عید گاہ'' پر ''کرشن جنم بھومی'' ہونے کا دعویٰ ٹھوکا گیا، فی الحال دونوں معاملے کورٹ میں زیر التوا ہیں۔

ابھی ۱۹؍ نومبر کو سنبھل کی ''شاہی جامع مسجد'' کے تعلق سے ضلع کورٹ میں یہ دعویٰ پیش کیا گیا کہ یہ مسجد مندر توڑ کر بنائی گئی ہے، اس لئے حقیقت سے آگاہی کے لئے اس کا سروے کرایا جائے، جج صاحب بھی سارے معاملات چھوڑ کر اسی انتظار میں تھے کہ کب دعویٰ ہو اور وہ کب سروے کا آرڈر دیں، چنانچہ دعویٰ پیش ہوتے ہی جج صاحب نے یک طرفہ سماعت کی اور اتنے سنگین معاملے میں اسی دن سروے کا آرڈر دے دیا اور اس سے بھی تعجب خیز بات یہ ہے کہ ڈی ایم صاحب نے اسی دن سروے بھی کرا یا دیا، جہاں مقدمات میں سالوں سال تاریخ پہ تاریخ دینا روایت بن گئی ہو، وہاں مقدمہ دائر ہونے سے لے کر اسے قبول کرنے، پھر اس کی سماعت کرنے، سروے کا آرڈر پاس کرنے اور سروے کی انجام دہی تک کا سفر صرف ایک ہی دن میں طے ہونا کسی ''پلاننگ'' کا حصہ ہی قرار دیا جا سکتا ہے۔

یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ ۹؍ نومبر کو بلا کسی مخالفت کے مسجد کمیٹی نے رات گیارہ بجے تک سروے مکمل کرا دیا، چونکہ یہ سروے نہایت ہی امن و شانتی کے ماحول میں مکمل ہو گیا، کوئی مخالفت نہیں، کوئی ہنگامہ نہیں، لیکن یہ بات ''دنگا جیویوں'' کو پسند نہیں آئی، چنانچہ انھوں نے دنگے کی پلاننگ کی اور ڈی ایم کو دوبارہ سروے کرانے کی درخواست دی اور ڈی ایم صاحب نے بلا کورٹ کے آرڈر کے ۲۴؍ نومبر کو دوبارہ سروے کا حکم دے دیا، جس کے بعد کس طرح سروے کے لئے جلوس کی شکل میں لوگ گئے اور کس طرح مسلمانوں کو اکسایا گیا، کس طرح پانچ نوجوانوں کو گولیوں سے بھون دیا گیا، کس طرح مسلمانوں کے گھروں میں گھس کر عورتوں کے ساتھ زیادتی کی گئی، گھریلو ساز و سامان توڑے گئے، یہ سب کسی سے پوشیدہ نہیں۔

اس کے دو دن بعد ہی آٹھ سو سالہ پرانی خواجۂ ہندوستان کی درگاہ اجمیر شریف پر بھی شِو مندر ہونے کا دعویٰ ٹھوک دیا گیا، پھر بدایوں کی جامع مسجد پر مندر ہونے کا دعویٰ کیا گیا، یعنی اب مسجدوں پر مندر ہونے کا دعویٰ ایک ''کھیل'' بن گیا ہے، رات کو کوئی سنگٹھن جنم لیتا ہے اور صبح ہوتے ہی کورٹ پہنچ کر اپنے کھیلنے کے لئے کسی مسجد کو کھودوانے کی ضد کرنے لگتا ہے، جج بھی اپنے آپ کو ''سپر فاسٹ جج'' ثابت کرنے کے لئے اسی کا منتظر بیٹھا ہوتا ہے، مسجدوں کو مندر بتانے کے اس ''موسم'' میں سسٹم کا ایک ایک فرد ''سپر فاسٹ'' ہو گیا ہے، نہ دعویٰ میں دیری، نہ سماعت اور سروے کے آرڈر میں دیری اور نہ سروے کرانے میں دیری! اگر پہلے سروے میں ''دنگا'' نہیں ہوا تو ڈسٹرکٹ سسٹم اس کے لئے دوسرا سروے بھی کرانے میں دیر نہیں کرتا۔

ظاہر ہے ہندوستان میں موجود لاکھوں مسجدوں کو کھود کر ان کے نیچے دبے........ کو نکالنے کا ''عظیم'' کام بقیہ ص ۲۳؍ پر

از: علامہ سید اولاد رسول قدسی*

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر

ربِّ کائنات جل جلالہ وعم نوالہ کا بے پایاں کرم کہ اس نے ہمیں ایسے مہتم بالشان رسول کی امت میں پیدا کیا جو تمام رسولوں سے افضل واعلیٰ اور برتر و بالا ہیں، کرم اور بالائے کرم یہ کہ جو چیزیں سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منسوب ہو گئیں، وہ بھی اعلیٰ سے اعلیٰ تر گئیں، یوں تو انسانوں کے رشد و ہدایت کے لیے ربِّ لم یزل نے ایک سو چار ۱۰۴ ر کتابیں اور صحیفے نازل فرمائے مگر قرآن مقدس جو رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل ہوا کو ان سب سے افضل ہونے کا شرف حاصل ہوا، ہر نبی کے صحابہ بھی بلاشبہ انتہائی معظم و محترم ہیں مگر ان سب صحابہ سے حد درجہ فائق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابۂ کرام ہیں، اسی طرح خداوند قدوس نے سابق انبیائے کرام اور رسلِ عظام علیہم السلام کی امتوں کے بالمقابل اپنے حبیب مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امتوں کو خیر امم ہونے کا اعزاز بخشا جیسا کہ سورۂ آل عمران میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"تم بہتر ہو ان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔"

مذکورہ آیت کریمہ میں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت کو بہترین امت قرار دینے کی جو اہم وجہ بیان کی گئی ہے، وہ یہ ہے کہ یہ ایسی ربِّ قدیر کے حبیب کی پسندیدہ امت ہے جو بھلائی کا حکم دیتی ہے اور برائی سے روکتی ہے، اس سے پہلے کہ ہم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی اہمیت و افادیت کو بالتفصیل اجاگر کریں اس آیت کریمہ کا سببِ نزول مع پسِ منظر ملاحظہ کریں۔

تاریخ کے اوراق شاہد ہیں کہ حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدینہ منورہ میں تشریف آوری سے قبل بڑے بڑے علمائے یہود اہل مدینہ کو کتاب اللہ کی روشنی میں یہ بتاتے رہے کہ عنقریب نبی آخر الزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ورودِ مسعود ہونے والا ہے، ساتھ ساتھ آپ کی وہ ساری علامتیں اور صفتیں بھی بیان کرتے رہے جو توریت کے اندر مذکور تھیں۔ علماءِ یہود اہل مدینہ کو یہ بھی دھمکی دیا کرتے تھے کہ اگر تم نبیٔ آخر الزماں پر ایمان نہ لائے تو ہم ان کے ساتھ مل کر تم مشرکوں کو یا تو مدینے سے نکال کر باہر کر دیں گے یا پھر تمھیں نیست و نابود کر دیں گے، مگر جب انھیں یہ معلوم ہوا کہ ختمی مرتبت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بنو اسمٰعیل علیہ السلام سے ہیں تو ان کے اندر یکایک حسد و تعصب کی آگ بھڑک اٹھی کیوں کہ وہ یہ چاہتے تھے کہ خاتم الانبیّین بھی بجائے بنو اسمٰعیل علیہ السلام کے بنو اسحاق علیہ السلام سے ہوں کیوں کہ انھیں پتہ تھا کہ پیغمبروں کی ایک کثیر تعداد کا تعلق بنو اسحاق علیہ السلام سے تھا اور بنو اسمٰعیل علیہ السلام سے ایک بھی نبی مبعوث نہیں کیا گیا۔

جب سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو اہلِ مدینہ جوق در جوق کفر و شرک سے تائب ہو کر حلقہ بگوشِ اسلام ہونے لگے اور آپ کے دامن کرم سے مربوط ہو کر آپ پر دل و جاں سے سرشار و فدا ہونے لگے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں اپنا من، دھن تن سب کچھ قربان کرنے لگے۔

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے قبل مدینہ میں آباد عرب کے دو قبیلے اوس و خزرج کے مابین اس قدر اختلافات جڑ پکڑ چکے تھے کہ ایک دوسرے کو پھوٹی آنکھ بھی دیکھنا گوارا نہیں کرتے تھے۔ شدید تر اختلاف کے سبب دونوں کے مابین خوں ریز و تباہ کن جنگ بعاث چھڑی اور انجام کار دونوں

*مضمون نگار کیلی فورنیا امریکہ میں مقیم اہل سنت معروف قلم کار اور نقاد ہیں۔

اسلامیات

قبیلوں کے تقریباً تمام مشاہیر بہادر آپس میں لڑ بھڑ کر نیست و نابود ہو گئے۔ نتیجتاً ان کی قوت و طاقت اور عزت و شہرت کالعدم ہو کر رہ گئی۔ ناتوانی و کمزوری کی عمیق دلدل میں پھنستے اور دھنستے چلے گئے، اس کا بھرپور فائدہ اٹھایا مدینے میں بسنے والے یہودیوں نے۔ چونکہ یہ اوس و خزرج کے بالمقابل زیادہ تعلیم یافتہ اور منظم و متحد تھے جس کی بنیاد پر دونوں قبیلوں پر ان کی ایسی بالادستی قائم تھی کہ یہ ان کے سامنے مغلوب اور ان کے مکمل طور پر زیر اثر تھے۔

اس حقیقت سے کوئی بھی انسان چشم پوشی نہیں کر سکتا ہے اور نہ کسی کو مجالِ انکار ہوگی کہ رسولِ ہاشمی وقار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آمد کے بعد آپ کی تعلیم و تادیب اور صحبت بافیض کا ایسا زرّیں اثر مرتب ہوا کہ بھائی چارگی اور رواداری کی فضائیں ہموار ہوئیں کہ دونوں قبیلے نہ صرف یہ کہ شیر و شکر بن گئے بلکہ ان کی باہم اخوت و محبت قیامت کے لیے ایک ضرب المثل بن کر رہ گئی، اوس و خزرج کا یہ فقید المثال ارتباط و التفات بھلا یہودیوں کو کیوں کر ہضم ہوتا، یہی سبب ہے کہ آئے دن یہ مدینے والوں کو اسلام اور بانیٔ اسلام کے خلاف بھڑکاتے رہتے اور بڑی کوششیں کرتے رہے کہ کسی طرح مسلمان دامن اسلام سے الگ ہو کر بانیٔ اسلام سے برگشتہ ہو جائیں تاکہ حسبِ سابق ہماری بالادستی ان پر قائم و دائم رہے، قابلِ تحسین ہیں مسلمانانِ مدینہ کہ انھوں نے اپنے استحکامِ ایمان کا ایسا بیّن ثبوت فراہم کیا کہ یہودیوں کی تمام تر کوششیں اور ہلاکت خیز سازشیں دھری کی دھری رہ گئیں۔

چنانچہ ایک مرتبہ علماء یہود میں سے مالک ابن صیف، وہب بن یہودا نے حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت ابی بن کعب، حضرت معاذ بن جبل سمیت دیگر انصار صحابۂ کرام کو اپنے دامِ فریب میں لینے کی بڑی کوشش کی لیکن جب ان کی ایک بھی دال نہ گلی تو پینترا بدلتے ہوئے بڑے ہمدردانہ و مخلصانہ انداز سے کہنے لگے کہ یارو! یہاں بانیٔ اسلام کے آنے سے پہلے ہم سب آپس میں کس قدر مل جل کر رہتے تھے، ایک دوسرے کے دکھ سکھ میں ساتھ دیا کرتے تھے مگر اب تمھیں کیا ہو گیا کہ تم لوگوں نے مکمل طور پر ہم سے رشتہ و ناطہ توڑ کر مسلمانوں کو اپنے سر آنکھوں میں بٹھا لیا اور ان پر صبح و شام محبت و اخوت کا زم زم چھڑکنے لگے، ہم یہ دیکھ رہے ہیں قلب و جگر سب نچھاور کر رہے ہو، ان کی غلامی کا طوق اپنے گلے میں ڈال کر اپنی تقدیر کو باعثِ صد افتخار سمجھ رہے ہو، تم ان کے ایسے شیدائی و فدائی بن گئے ہو کہ ان کے بغیر تمھیں ایک لمحہ بھی راس نہیں آتا۔ صبح و شام، شب و روز تم ان کی صحبت بافیض میں اپنی زندگی کے قیمتی لمحات گذارنے میں فخر محسوس کر رہے ہو۔

یہودیوں نے مزید کہا کہ دیکھو مسلمانو! ہم تمھارے خیر سگال و بہی خواہ ہیں لہٰذا اب بھی کچھ نہیں بگڑا ہے، ہماری مانو اسلام اور بانیٔ اسلام کو چھوڑ کر تم یہودیت اختیار کر کے دائمی امن و نجات کے پرسکوں سائباں میں آجاؤ۔ ہم تمہارے سامنے عہد و پیمان کرتے ہیں کہ ہم اس کی پاداش میں نہ صرف یہ کہ تمھیں مال و متاع سے مالا مال کر دیں گے بلکہ تمھیں اعلیٰ سے اعلیٰ تر منصب پر فائز کر کے تمہاری عزت و وقار کو ہم دوبالا کر دیں گے، یہودیوں نے سوچا تھا کہ ہم اپنی چکنی چپڑی باتوں سے ورغلا کر مسلمانوں کو دامِ مکر و فریب میں لے لیں گے اور انھیں بڑی آسانی کے ساتھ دامن اسلام سے ہمیشہ کے لیے منفک کر دیں گے مگر ان کی خواہشوں اور کوششوں پر اس وقت پانی پھر گیا جب رسول گرامی قدر صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثاروں اور مذہب اسلام کے سچے پیروکاروں نے انھیں یہ دنداں شکن جواب دیا کہ یہودیو! تم نے ایسا سوچ کیسے لیا، تمھارے حاشیۂ ذہن پر یہ خیال کیسے ابھر آیا کہ ہم تمہاری گرگٹ جیسی چال نہ سمجھ کر تمہارے بہکاوے میں آجائیں گے۔ تم کان کھول کر سن لو! دنیا کی کوئی ایسی طاقت نہیں جو ہمیں دامنِ اسلام سے الگ کر سکے۔ تمھیں اسلام کی خوبیوں کا کیا پتہ؟ تم کیا جانو محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جامِ عشق میں کس قدر لذت و چاشنی اور روحانی آسودگی پنہاں ہے۔ ساحل میں رہنے والے کو سمندر کی گہرائی و گیرائی کا علم نہیں ہو سکتا۔

بڑی حیران کن بات ہے کہ ابھی کل کی بات ہے تم ہمارے سامنے اسلام کی حقانیت و صداقت پر لمبے لمبے خطبے دیا کرتے تھے، تم نبیٔ آخر الزماں کی آمد پاک کا گھر گھر چرچا کرتے تھے،

کل تم ہمیں اسلام کی دعوتِ بلیغ دیا کرتے تھے۔ تم محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدح وثنا میں رطب اللسان رہتے تھے، تم ہمیں توریت وانجیل کی روشنی میں بانیٔ اسلام کے اوصاف بیان کرتے تھے۔ تم ہمیں یہ کہہ کر دھمکیاں دیا کرتے تھے کہ اگر تم نے اسلام قبول نہیں کیا تو ہم تمھیں مدینے سے باہر نکال دیں گے ہم یہ کریں گے ہم وہ کریں گے مگر آج اچانک تمھیں کیا ہو گیا۔ تمھیں تو خوش ہونا چاہیے کہ تمھاری کدوکاوش رنگ لائی۔ تمھیں تمہاری سعیٔ پیہم کا حسین صلہ وتمغہ مل گیا۔ تمہاری تمنا میں بقعۂ نور بن گئی، تمہاری دلی مرادیں برآگئیں کہ ختمی مرتبت محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت ہوچکی آپ نے بعد ہجرت ہمارے خطۂ یثرب کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے سرفراز فرمایا، تمھیں تمہاری محنتوں کا ثمرہ مل گیا کہ ہم تمھاری ہی ترغیب سے اثر پذیر ہوکر دامنِ اسلام کی سکون بخش چھاؤں میں آگئے مگر آج اچانک تمھیں کیا ہوگیا۔ یک بیک تمہارے سوچنے کا انداز کیسے بدل گیا۔ ہم تو یہ سمجھ رہے تھے کہ بڑے دنوں کے بعد آج تم سے ملاقات ہوئی ہے تم ہمیں گلے سے لگا کر ہمارے حلقہ بگوش اسلام ہونے پر تہنیت وتبریک کے ہدایا وتحائف پیش کروگے مگر معاملہ بالکلیہ برعکس ہے اخیر اس کی وجہ کیا ہے؟

اس سے پہلے کہ یہودی علما اپنے مدعا کی تائید میں کچھ کہتے نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جاں نثار صحابۂ کرام نے فرمایا کہ یہودیو! یہ بات تم سرے سے بھول جاؤ کہ ہم اسلام اور بانیٔ اسلام کے دامنِ کرم سے الگ ہوجائیں گے یہ ناممکن ہی نہیں بلکہ محال ہے محال۔ تمھاری یہ تمنا ہمیشہ تشنۂ تکمیل اور تمہاری آرزو یاسیت زدہ رہے گی۔ تمہاری معلومات میں اضافہ کے لیے ہم تمھیں یہ بھی بتاتے چلیں کہ ہم نے جو دین قبول کیا یہ سارے ادیان سے بہتر ہے۔ جس نبی پر ہم ایمان لائے ہیں وہ سارے نبیوں سے افضل واعلیٰ ہیں جو کتاب ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے نازل فرمائی ہے وہ ساری کتابوں سے افضل ہے اور یہ بھی اچھی طرح ذہن نشیں کرلو کہ ہماری قوم جملہ اقوام سے ارفع وبالا ہے، یہ سنتے ہی یہودی علمانے فوراً اپنی گفتگو کی نہج بدلتے ہوئے کہا ارے مسلمانو! یہ تم کیا کہہ رہے ہو، ضرور تمھیں سخت غلط فہمی ہوئی ہے، تمہارے ذہن ودماغ میں ایسی باتیں ڈال دی گئی ہیں جو حقیقتِ حال سے بالکلیہ مختلف و برعکس ہے، اگر ہم یہ کہیں کہ ہمارا دین یعنی یہودیت تمام دینوں سے افضل ہے اور ہم بنی اسرائیل تمام جہاں سے اعلیٰ ہیں تو تمھیں یقین نہیں آئے گا کیوں کہ ہر شخص اپنی مدحت سرائی کرتا ہے اور خود کو اعلیٰ گردانے کی کوشش کرتا ہے۔

لہٰذا آؤ ہم قرآن تمہارے سامنے سے اپنی افضلیت ثابت کرتے ہیں۔ کیا تمھارے قرآن میں ربِّ کائنات کا یہ ارشاد موجود نہیں ہے کہ ”بے شک ہم نے بنی اسرائیل کو تمام عالم پر فضیلت بخشی ہے۔“ قبل اس کے کہ صحابۂ کرام اس کے جواب میں لب کشا ہوتے خداوند قدوس نے اپنے حبیب مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر یہودی علما کے ادعائے باطل میں یہ آیت نازل فرمائی۔ تم بہتر ہو ان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں۔

یہاں اس شق کا ازالہ بےحد ضروری ہے کہ یہودیوں کا اپنی افضلیت پر قرآنی آیت سے استدلال قطعی درست نہیں بلکہ یہ آنکھوں میں دھول جھونکنے کے مترادف ہے کیوں کہ بنی اسرائیل کے حق میں ربِّ کائنات نے جس افضلیت کا ذکر فرمایا وہ عارضی تھی جب کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امتوں کی افضلیت دائمی ہے اور اس کا اطلاق ہر زمانے پر ہے۔ اس کی وضاحت یوں بھی کی جاسکتی ہے کہ اس امت کی غیر موجودگی میں بنی اسرائیل تمام عالم میں افضل تھے لیکن اس امت کے وجود مسعود کے بعد ان کی افضلیت ختم ہوگئی اور امتِ مصطفیٰ کو قیامت تک کے لیے تمام امم سابقہ پر فضیلت عطا کردی گئی۔

یہاں کوئی یہ نہ کہے کہ امتِ مصطفیٰ ساری سابقہ امتوں میں افضل کیسے ہوسکتی ہیں جب کہ یہ امت تو سب سے اخیر میں منصۂ شہود میں جلوہ گر ہوئی۔ یہ اشکال وخلجان حدیثِ معراج سے بہ آسانی دور ہوجاتا ہے کہ معراج کی رات ربِّ قدیر نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے خود ہی استفسار فرمایا کہ اے میرے حبیب! ہم نے آپ کی امت کو ساری امتوں میں آخری امت

بنایا کیااس سے تمھاری امت کو کوئی تکلیف ہے،سرکارابدقرار صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا یا الہ العالمین ایسا ہر گز نہیں ہے بلکہ میری امت تیری حکمت وقدرت پر صمیمِ قلب ایمان رکھنے کے ساتھ ساتھ تیری رضا پر ہر حال میں راضی ہے۔ربِّ کائنات نے مزید فرمایا کہ میرے حبیب!میں نے آپ کی امت کوآخری امت اس لیے بنایا تا کہ آپ کی امت کی پردہ پوشی ہو۔کوئی اس کے عیوب کوجان نہ سکے اور نہ بیان کرسکے۔اب نہ کوئی قیامت تک نبی آئے گا، نہ کوئی کتاب آئے گی۔پھر کیوں کر ممکن ہے کہ کوئی آپ کی امت کے نقائص کو بے نقاب کرسکے۔

خداوندِ قدوس کی اس حکمت پر نثار جائیے۔اس حکمت کے دامن میں خالقِ کائنات کی اپنے حبیب لبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت سے کس قدر محبت مضمر ہے اس کا اندازہ لگانا بلا شبہ متعذر ہے۔اگر تاریخِ عالم کا بغور اور بالتفصیل جائزہ لیا جائے تو یہ حقیقت مہر نیم روز کی طرح واشگاف وعیاں ہوجاتی ہے کہ امِمِ سابقہ کے عیوب ونقائص پردۂ خفا میں نہ رہ سکے بلکہ ان کی بدعقیدگیوں اور بداعمالیوں سے تاریخ عالم کا ایک ادنی قاری بھی خوب واقفیت وشناسائی رکھتا ہے۔یہاں تک کہ خود قرآن مجید نے بڑی تفصیل کے ساتھ وضاحتہً بنی اسرائیل سمیت قوم لوط،قوم ثمود،قومِ عادوغیرہ کے ان افعال وکردار کا ذکر کیا جن کی بنیاد پر مذکورہ اقوام عذابِ الٰہی میں مبتلا اور قہرِ الٰہی کے شکار ہوئے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ان قوموں کے حالات پڑھنے اور جاننے کے بعد ہمارا سویا ہوا ضمیر بیدار ہوتا ہے۔ہمارے مردہ احساس میں زندگی کی لہر دوڑتی ہے اور اس پر مستزاد یہ کہ ہمارے دلوں میں خشیتِ الٰہی پیدا ہوتی ہے۔

قرآن مجید میں ان واقعات کے تفصیلی بیان کے مختلف درس خیر مقاصد حسنہ میں ایک اہم مقصد یہ بھی ہے کہ ان واقعات کو سننے، جاننے اور پڑھنے کے بعد ہمارے رویوں میں تبدیلی واقع ہو، ہم مقصدِ تخلیق کا صحیح معنوں میں ادراک کرسکیں اور اس کو عملی جامہ پہنانے میں تاحیات سعیٔ پیہم کرسکیں نتیجتاً ہمارے اخلاق میں پاکیزگی، ایمان میں چاشنی اور روح میں بالیدگی کی خوشگوار فضا ہموار ہوسکے۔ہمارے اندر خدا اور رسول کی نافرمانیوں کی بساط باقی رہے اور نہ ہم ارتکابِ معصیت کی جسارت کرسکیں۔

واضح رہے کہ مذکورہ بالا آیت قرآنیہ میں لفظ ''امت'' سے مراد امتِ دعوت نہیں بلکہ امت اجابت ہے۔کیوں کہ امتِ دعوت کی تعریف کے پیش نظر سارے کفار ومشرکین بھی رسول کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت میں داخل ہیں۔اس کی وجہ یہ ہے کہ تمام غیر مسلموں پر فرض ہے کہ وہ نبیٔ آخرالزماں پر ایمان لائیں، اس سے یہ بات بھی بخوبی واضح ہوجاتی ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی رسالت رسالتِ عامہ ہے۔یاد رہے کہ ہر بندۂ خدا امتِ مصطفیٰ ہے۔سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان نے سہلِ ممتنع میں کیا خوب ارشاد فرمایا:

جیسے سب کا خدا ایک ہے ایسے ہی
اِن کا اُن کا تمہارا ہمارا نبی

آیت مذکورہ میں ربِّ کائنات نے جس امت کو خیر امت فرمایا ہے اس سے مراد امت دعوت نہیں بلکہ امت اجابت یعنی وہ امت مراد ہے جس نے رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو بصمیم قلب مان لیا ہے۔جیسا کہ ہم نے ابھی بیان کیا کہ امتِ مصطفیٰ کی افضلیت کے جہاں بہت سے اسباب وعلل ہیں وہیں اس کے سب سے اہم سبب کی خود خداوند قدوس نے مذکورہ آیت میں وضاحت فرمائی کہ یہ ایسی بہترین امت ہے جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیتی ہے یعنی یہ لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتی ہے اور برائی سے روکتی ہے۔

واضح رہے کہ اس آیتِ مقدسہ میں معروف اور منکر دونوں لفظوں میں ال کا استعمال ہوا ہے، یہ علم نحو کے تناظر میں استغراق کے لیے ہے، استغراق کا مطلب یہ ہوتا ہے یہ اپنے سارے افراد کو شامل کرلیتا ہے، اب المعروف میں تمام قسم کے امور خیر داخل ہوجائیں گے یعنی المعروف کے ضمن میں مستحبات بشمول ایمانیات سب مراد ہوں گے، اسی طرح المنکر کے اندر جملہ برائیاں مکروہات سے لے کر کفریات تک سب شامل ہوجائیں گے، ایسے ہی ''امر'' اور ''نہی'' میں بھی تعمیم پائی جاتی ہے۔یعنی ایک مومن کو ہر قسم کی

بھلائی کا حکم دینا ہے زبان سے ہو یا قلم سے، چھوٹے بڑے سے عرض کر کے، بڑے چھوٹے پر تنبیہ کر کے دوست دوست کو مشورہ دے کر۔

بالجملہ یوں کہا جاسکتا ہے کہ امر و نہی کے حکم کا مطمح نظر یہ ہے کہ بھلائیوں کو ہر اعتبار سے ہر طرف عام کیا جائے اور برائیوں کی ہر ممکن روک تھام کی جائے تا کہ پورا معاشرہ اسلامی سانچے میں ڈھل جائے اور ذرہ ذرہ شریعت کے انوار و تجلیات سے بہرہ ور ہو جائے۔ اگر ایسا ہو گیا تو پھر ہماری رفتار و گفتار، وضع قطع، چہرہ مہرہ، لباس و پوشاک، رہن سہن اور چال چلن میں ایسی پاکیزگی کے سوتے پھوٹ پڑیں گے کہ اغیار ہمیں دیکھ کر ہی حلقہ بگوشِ اسلام ہو جائیں گے۔

اس میں کوئی دو رائے نہیں کہ اگر امتِ مسلمہ کا ہر فرد غفلت کے دبیز پردے سے باہر نکل کر، بے ایمانی اور بدعملی کی دلدل کو چھوڑ کر، بے راہ روی اور عہد شکنی کی زنجیر کو توڑ کر، دنیاوی نام و نمود اور اپنے اندر طاری تعطل و جمود کے شیرازے کو بکھیر کر، اپنی منفی سوچوں کے رخ کو کتر کر، آپسی رسا کشی کو مٹا کر اس آیت کے حکم پر عمل پیرا ہو جائے تو پھر ہمارے معاشرے کی خرابی اچھائی سے، نفرت محبت سے، حسد رشک سے ذوق گناہ حصولِ ثواب سے، نافرمانی اطاعت شعاری سے، بغض و تعصب اخوت و الفت سے، مفاد پرستی صلۂ رحمی سے، خود پسندی رواداری سے قتل و غارت گری امن و امان سے، دنیاداری بندگی سے بدل سکتی ہے۔

امت مصطفیٰ کی افضلیت سے متعلق سورۂ بقرہ کے اندر خداوند قدوس نے ایک اور اہم سبب یوں بیان فرمایا ''اور اسی طرح ہم نے تم کو سب امتوں میں افضل کیا کہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور یہ رسول تمھارے نگہبان اور گواہ ہیں''۔ یعنی ربِّ قدیر نے امتِ مصطفیٰ کی افضلیت کا ایک اور اہم سبب یہ بتایا کہ یہ امت انبیاء علیہم السلام کے حق میں گواہی دے گی اور بہ بانگِ دہل ان کے دفاع میں ایسی سینہ سپر ہو جائے گی کہ انبیاءِ کرام علیہم السلام کی کافر امتیں اپنے دعوے میں جھوٹی ثابت ہو جائیں گی بالآخر امت مصطفیٰ کی گواہی کا ایسا دل نواز اثر مرتب ہوگا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی صداقت وحقانیت و اشگاف ہو جائے گی۔

مذکورہ آیتِ مقدسہ کی تفصیل و تفسیر کے تناظر میں مفسرین فرماتے ہیں کہ کل بروزِ حشر جب ربِّ کائنات انبیاء کرام علیہم السلام کی کافر امتوں سے ان کے کفر و شرک اور ضلالت و سرکشی سے متعلق استفسار فرمائے گا کہ تم نے شرک کیوں اختیار کیا، اس کے جواب میں کافر بڑی ڈھٹائی کے ساتھ انبیاء کرام علیہم السلام کی عظمتِ شان کی پرواہ کیے بغیر کہیں گی کہ خداوند! اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں ہے، ہم تیرے احکام سے بالکلیہ نابلد تھے، ہمیں کفر و ایمان، خیر و شر اور ضلالت و ہدایت کے مابین نہ کوئی فرق معلوم تھا اور نہ ہمیں اس سلسلے میں کسی نے بتایا۔ ربِّ کائنات فرمائے گا کہ کیا میں نے تمھاری رشد و ہدایت کے لیے اپنے انبیاء نہیں بھیجے تھے؟ کافر امتیں میدانِ حشر میں کذب بیانی اور دروغ گوئی سے کام لیتے ہوئے صاف صاف یہ کہہ کر انکار کر دیں گے کہ رب قدیر! ہمارے پاس تیرا کوئی نبی آیا ہی نہیں تو پھر ہم کیسے جانتے کہ کفر و شرک، شر و فساد اور ضلالت و سرکشی مذموم و مقبوح ہیں اور ہمیں اس کے قریب بھی نہیں جانا ہے، لہٰذا ہم سے جو بھی گناہ صادر ہوئے وہ ہماری لاعلمی کی بنیاد پر ہوئے، اس میں ہماری کوئی خطا نہیں اور نہ ہم پر اس کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔

ایسی صورت میں خداوندِ قدوس اپنے انبیائے کرام سے دریافت فرمائے گا کہ اے میرے نبیو! بتاؤ کیا تمھاری امتیں صحیح و درست کہہ رہی ہیں؟ کیا تم نے میرے احکام و فرامین ان تک نہیں پہنچائے؟ کیا تم نے انھیں شرک و کفر سے بچنے کی ترغیب نہیں دی تھی؟ کیا تم نے ان کے دلوں میں میرا خوف نہیں پیدا کیا تھا؟ کیا تم نے انھیں میری نافرمانیوں سے نہیں روکا تھا۔ کیا تم نے انھیں میرے قہر و غضب سے متنبہ نہیں کیا تھا، کیا تم نے انھیں جہنم اور نارِ جہنم سے محفوظ رہنے کی تلقین نہیں کی تھی؟ کیا تم نے انھیں قیامت کے دن کی ہولناکیوں سے ڈرایا نہیں تھا؟ کیا تم نے انھیں حساب و کتاب کی بابت باور نہیں کرایا تھا؟

حضرات انبیائے کرام علیہم السلام عرض گذار ہوں گے یا رب العالمین ایسا ہرگز نہیں ہے۔ یہ ہماری امتیں بالکلیہ کذب

بیانی سے کام لے رہی ہیں، ان کے قول میں ذرہ برابر بھی صداقت نہیں ہے، ان کا دعویٰ خام ہے، بھلا ہم میں اتنی بساط کہاں سے آسکتی ہے کہ ہم تیرے احکام سے سرِمو منحرف ہوجائیں، بھلا ہم ایسی جرأت وجسارت کیسے کرسکتے ہیں کہ تیرے احکامات ان تک نہ پہنچائیں۔ سچ تو یہ ہے کہ ہم نے تیرے سارے فرامین و ارشادات اور اوامر ونواہی سمیت جو تونے ہمیں بتائے من وعن وہ سب ان تک پہنچائے، ان تبلیغی امور میں ہماری راہوں میں زہرہ گداز بہت ساری مشکلات آئیں مگر ہم نے ان کی تیری رضا وخوشنودی کی خاطر کوئی پرواہ نہ کی، ہمارے پائے استقلال میں ذرہ برابر بھی لغزش نہیں آئی۔ ہم نے تیری عطا کردہ تحریکِ حق و صداقت کے علم کو ایک لمحے کے لیے بھی سرنگوں ہونے نہ دیا، ہماری یہ امتیں بجائے اس کے تیرے احکامات پر عمل پیرا ہوتیں یہ روز بروز کفر وشرک میں مبتلا ہوتی گئیں اور اس پر مستزاد ظلم بالائے ظلم یہ کہ انھوں نے حق کی راہوں کو مسدود کرنے کی طاقت بھر ناپاک کوششوں میں لگی رہیں اور ہم پر مظالم کے پہاڑ طبیعت بھر توڑتی رہیں۔

حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کے جواب پر ربِّ لم یزل فرمائے گا کہ تم اپنے دعوے کی توثیق وتصدیق کے لیے گواہ پیش کرو کہ دعویٰ دلیل کا محتاج ہوتا ہے، انبیائے کرام علیہم السلام بطور گواہ کسے پیش کریں گے، آگے ملاحظہ فرمائیں، جملہ انبیائے کرام علیہم السلام بطور گواہ اپنے دعوے کی دلیل پر امتِ مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پیش کریں گے، امت مصطفیٰ بارگاہِ الٰہی میں عرض کرے گی کہ خداوندا! یہ تیرے جلیل القدر معصوم انبیا ہیں، بے شک انھوں نے تیرے احکام کی ترسیل میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی، ان کی کافر امتیں سراسر جھوٹ بول رہی ہیں، امت مصطفیٰ کی گواہی سنتے ہی کفار بھڑک اٹھیں گے اور اعتراض کریں گے کہ اس امت کی گواہی قطعی قابل قبول نہیں ہوسکتی کیوں کہ یہ امت ہمارے زمانے میں موجود ہی نہیں تھی۔ بھلا موجود ہو بھی کیسے سکتی تھی جب کہ یہ امت ہمارے ہزاروں سال بعد پیدا کی گئی۔ جب یہ نہ حاضر اور نہ ناظر تو پھر اس کی گواہی کیسے مانی جاسکتی ہے۔

کفار کے اس جرح وقدح کے نازک موقع پر غلامانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم برملا فرمائیں گے کہ یہ حق ہے کہ ہم ان کے زمانے میں حاضر نہیں تھے لیکن ہم نے اس ذاتِ کریم سے سن کر گواہی دی ہے جس نے یہ سارے واقعات مشاہدہ فرمائے ہیں وہ ذاتِ بابرکات ہمارے آقا ومولا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے، اپنے غلاموں کی تصدیق وتوثیق کے لیے رسولِ گرامی قدر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائیں گے اور بارگاہِ الٰہی میں عرض گذار ہوں گے یا اللہ! میری امت بالکل سچ کہہ رہی ہے واقعی میں نے انھیں بتایا تھا کہ تیرے انبیاء کرام نے مکمل امانت داری کے ساتھ تیرے سارے احکام وفرامین اپنی اپنی قوم تک پہنچائے اور ان کے مابین تادمِ حیات تبلیغ وارشاد کا فریضہ انجام دیتے رہے۔ رب کائنات اپنے حبیب مکرم ﷺ کی تصدیق کے بعد انبیاء کرام کے حق میں ڈگری عطا فرمادے گا۔

اگر ہم حشر کے دن رونما ہونے والے اس واقعے کا سنجیدگی سے جائزہ لیں اور غور وخوض کریں تو اس سے کئی ایک اہم امور و نکات مترشح ہوسکتے ہیں، مثلاً اس واقعے سے جہاں حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کی معصومیت کا پتہ چلتا ہے وہیں، ان مقدس حضرات کی بے مثال اطاعت خداوندی کا بھی واضح ثبوت ملتا ہے، مذکورہ دونوں باتوں کی تصدیق سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امتوں کے بیان سے تو ہوتی ہی ہے اور ساتھ ساتھ خود سرکار ابد قرار ﷺ کے فرمانِ عالیشان سے بھی۔

لہٰذا ہم مسلمانوں کے لیے انتہائی ناگریز امر اور تقاضۂ ایمان ہے کہ ہمیں انبیائے کرام کی ذواتِ مقدسہ سے متعلق یہ راسخ عقیدہ رکھنا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے سارے انبیا کرام علیہم السلام قبل اعلان نبوت اور بعد اعلان نبوت بھی ہر قسم کے گناہ سے خواہ ان کا تعلق صغائر ہی سے کیوں نہ ہو بالکلیہ مبرہ ومنبرہ ہیں۔ ربِّ لم یزل انھیں معصوم بنا کر اس خاکدانِ گیتی پر مبعوث فرمایا، وہ لوگ بڑے شقی ہیں جو انبیا کرام کے ساتھ گناہ وخطا کی تلویث کر کے اپنے ایمان وعقیدہ کا سودا کر بیٹھتے ہیں۔ اللہ تبارک و

تعالیٰ ایسے اشقیا سے ہمیں تا دم حیات محفوظ و مامون رکھے اور ہمیں انبیاءِ کرام علیہم السلام کی عظمتوں کو سمجھنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے نیز ہمیں خداوند کونین ان سعادت مند حضرات کے نقوشِ قدم پر چلائے جن کے قلوب و اذہان انبیائے کرام علیہم السلام کی عظمتِ شان سے بہرور تھے اور آج بھی ہیں، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی اہمیت و افادیت سے متعلق احادیث نبویہ کثرت سے ملتی ہیں، ان میں چند حدیثیں نذر قارئین ہیں:

مسلم شریف میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث یوں مرقوم ہے کہ سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص خلافِ شرع بات یعنی کوئی برائی دیکھے تو چاہیے کہ وہ اسے اپنے ہاتھ سے روکے اور اگر ہاتھ سے روکنے کی طاقت نہ ہو تو اپنی زبان سے روکے اور اگر زبان سے بھی روکنے کی قوت نہ ہو دل سے برا جانے اور یہ سب سے کمزور ترین ایمان ہے یعنی یہ ایمان والے کا کمزور ترین فعل ہے۔

اس حدیث سے متعلق شارحینِ حدیث کے اقوال مختلف ہیں، بعض نے فرمایا کہ ہاتھ سے برائی کو روکنے کا تعلق حکام سے ہے، زبان سے روکنے کا تعلق علما سے ہے اور دل سے برا جاننے کا تعلق عوام الناس سے ہے، یا پھر اسے مطلق رکھا جائے جیسا کہ حدیث میں لفظ ''منکرا'' نکرہ اور مطلق ہے، اس کا مطلب یہ ہوگا کہ جو شخص جس قسم کی طاقت کا متحمل ہو برائی کی روک تھام کے لیے اپنی اس طاقت کا استعمال کرے۔ کیوں کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے ''نیکی اور پرہیزگاری میں باہم تعاون کرو اور گناہ و سرکشی میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔

اس آیت مقدسہ میں بھی چونکہ حکم عام رکھا گیا ہے لہٰذا اس سلسلے میں تخصیص نہ کی جائے۔ بہ لفظ دیگر یوں کہا جا سکتا ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا دار و مدار روکنے والے کی قدرت و طاقت پر ہے، اس کی تائید دیگر ان احادیث سے ہوتی ہے جن میں نیکی کا حکم دینے والے اور برائی سے روکنے والے کی فضیلتیں بیان کی گئی ہیں اور ایسا نہ کرنے والے کی مذمتیں۔ ان احادیث میں نہ کسی حاکم کی تخصیص ہے اور نہ کسی عالم کی بلکہ مطلق جو کوئی مومن اپنی طاقت کے اعتبار سے برائی سے روکنے اور نیکی کا حکم دینے کا کام انجام دیتا ہے وہ ثواب کا متحمل ہوتا ہے اور اس کے برعکس کرنے والا وعید کا۔

احیاء العلوم کی دوسری جلد میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ حدیث یوں مذکور ہے کہ یارِ غارِ مصطفیٰ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا مشرکین سے جنگ کے علاوہ بھی کوئی ایسا عمل ہے جسے جہاد کہا جا سکے۔ آپ نے قدرے تفصیل کے ساتھ یوں جواباً ارشاد فرمایا کہ ہاں! اس روئے زمین پر ایسے خوش بخت حضرات رہتے ہیں جو چلتے پھرتے رزق پاتے ہیں جو شہدا سے افضل ہیں اور رب کائنات بزم ملائکہ میں ان حضرات کے اعمالِ حسنہ پر اظہار فخر کرتا ہے اور ان کے لیے جنت میں خصوصی آرائشیں کی جاتی ہیں، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر عرض کیا کہ آقا! ایسے خوش نصیب حضرات کون ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ یہ حضرات وہ ہیں جو دینوی زندگی میں بغیر خوفِ لومۃ لائم نیکی کا حکم دیتے رہے، برائی سے روکنے رہے اور اللہ و رسول کی خاطر محبت و عداوت کرتے رہے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس سوال پر کہ ''وہ خوش نصیب حضرات کون ہیں جو اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ میں شہداء کرام سے بھی افضل ہیں اور ربِّ کائنات بزمِ ملائکہ میں ان حضرت کے اعمالِ حسنہ پر اظہار فخر کرتا ہے اور ان کے لیے جنت میں آرائشیں کی جاتی ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً ارشاد فرمایا کہ وہ خوش بخت حضرات وہ ہیں جو اپنی زندگی میں نیکی کا حکم دیتے رہے، برائی سے روکتے رہے اور اللہ و رسول کی خاطر محبت و عداوت کرتے رہے۔ آپ نے مزید فرمایا کہ امر بالمعروف اور ناہی عن المنکر کی کل روزِ قیامت ایسی شان ہوگی کہ وہ جنت میں شہدا کے بالا خانے سے بھی اوپر بالا خانے میں ہوں گے جس کے یاقوت و زمرد کی تین سو دروازے ہوں گے اور ہر دروازہ نور سے معمور ہوگا۔

اسی طرح حضرت امام غزالی علیہ الرحمہ کی شہرۂ آفاق تصنیف ''احیاء العلوم'' کی دوسری جلد میں حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مروی حدیث ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول گرامی قدر ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ یارسول اللہ! میرے والدین آپ پر قربان ہوں ارشاد فرمائیں کہ بارگاہِ رب العزت میں کس شہید کی توقیر ومنزلت زیادہ ہے؟ آپ نے فرمایا کہ وہ شخص جس نے اپنی جان کی پرواہ کیے بغیر خداوندِ قدوس اور اس کے حبیب لبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا جوئی اور تحصیل خوشنودی کی خاطر ظالم وجابر حاکم کے سامنے بے دھڑک اور بے خوف وخطر نیکی کا حکم دے اسے برائی سے روکے، اس کے ظلم و استبداد پر اپنی آواز اٹھا کر اسے متنبہ کرے اور پھر انجام کار وہ ظالم حاکم کے حکم پر قتل کر دیا جائے۔

ایسے سعادت مند انسان کے سلسلے میں حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آقائے کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جنت میں ایسے شخص کا ٹھکانہ سید الشہدا حضرت امیر حمزہ اور حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مقدس ٹھکانوں کے درمیان ہوگا۔ اب تک یہ ساری باتیں جو بیان کی گئیں ان کا تعلق امر بالعروف اور نہی عن المنکر کے فضائل سے متعلق تھا، اب آئیے آئنے کا دوسرا رخ بھی دیکھیں، وہ حضرات جو طاقت رکھنے کے بعد امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام نہیں دیتے۔ ان کے سلسلے میں حدیثوں میں اس قدر سخت سے سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں کہ جنہیں پڑھنے کے بعد رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔

لہٰذا اس اہم فریضے کی انجام دہی میں خود کو کوتاہی و تساہلی سے بچائیں ورنہ ایسا نہ ہو کہ خداوند قدوس کا غضب و قہر ہمارا تعاقب کرے اور اس کے عذاب کے شکار ہو کر ہم دنیا وآخرت کی فلاح و بہبود سے یکسر محروم ہوجائیں اور کل قیامت کے دن ربِ قدیر کی بارگاہ میں ہمیں ندامت وشرمساری کا منھ دیکھنا پڑے۔

ص ۴۰ر کا بقیہ......................

آگے بڑھوں جس کے بارے میں نبی کریم ﷺ کا فرمانِ عالی شان ہے: آسمانوں کے فرشتے کروبیین، روحانین اور ملاء اعلیٰ روزانہ ابوبکر کو تکتے رہتے ہیں۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں ایسی شخصیت پر تقدم کیونکر کروں جس کے گھروالوں اور خود اس کے حق میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے: وَیُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّهٖ مِسْكِیْنًا وَّیَتِیْمًا وَّاَسِیْرًا۔ اور کھانا کھلاتے ہیں، اس کی محبت پر مسکین اور یتیم اور اسیر کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: میں ایسے متقی پر کیسے فائق ہو سکتا ہوں جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان والا شان ہو: وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَ صَدَّقَ بِهٖۤ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ۔ وہ جو سچ لے کر تشریف لائے اور جنہوں نے ان کی تصدیق کی یہی وہ لوگ ہیں جو پرہیز گار ہیں۔

دونوں شخصیات کا باہمی اعزاز واکرام دینی تھا، ان کا محبت بھرا مکالمہ جاری رہا کہ جبریل علیہ السلام رب العالمین کی طرف سے رسول صادق وامین کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ ساتوں زمین اور آسمانوں کے فرشتے اس وقت ابوبکر اور علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کر رہے ہیں اور ان کے ادب واحترام پر مبنی گفتگو سن رہے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان دونوں حضرات کے حسنِ ادب حسنِ اسلام اور حسنِ ایمان کے باعث اپنی رحمت و رضوان سے ڈھانپ لیا ہے، آپ ان کے ثالث کی حیثیت سے تشریف لے جائیں، چنانچہ حضور تشریف لائے، دونوں کی باہمی محبت دیکھ کر ان کی پیشانی کو بوسہ دیا اور فرمایا: قسم ہے اس (رب) کے حق کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے، اگر سارے سمندر سیاہی ہوجائیں اور درخت قلمیں بن جائیں اور زمیں وآسمان والے لکھنے بیٹھ جائیں پھر بھی تمہاری فضیلت اور اجر بیان کرنے سے عاجز رہ جائیں۔

اسلامیات

از: مولانا محمد مدثر حسین اشرفی*

غیبت! معاشرے کا ایک خطرناک ناسور

اسلام ایسا پاکیزہ مذہب ہے جو اللہ عزوجل کا محبوب اور پسندیدہ ہے اور یہ اپنے ماننے والوں کو فلاح وکامرانی کی راہ پر چلنے کی تلقین کرتا ہے، صراط مستقیم پر گامزن رہنے کی ہدایت دیتا ہے، اسلام کے احکام کے مطابق زندگی بسر کرنے سے زندگی خوشگوار اور پُرسکون گزرتی ہے، اس میں نظام حیات کا بہترین دستور عطا کیا گیا ہے جس کے مطابق چلنا مومنوں پر ضروری ہے۔

دور حاضر میں معاشرے میں جس طرح برائیاں دن بدن بڑھتی جارہی ہیں، یقیناً یہ بہت افسوس ناک پہلو ہے، مذہب اسلام میں تمام برائیوں سے باز رہنے نیز ان کے ارتکاب پر اشد سزا کا مستحق وارد ہے، سردست ہم غیبت جیسے ناسور کی مذمت میں قرآن کریم واحادیث شریفہ کی روشنی میں کچھ تحریر کرنے کی کوشش اس امید کے ساتھ کریں گے" اے کاش کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات" ارشاد باری تعالیٰ ہے:

’’یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ٘ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّ لَا تَجَسَّسُوْا وَ لَا یَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًاؕ اَیُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ یَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَؕ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ - ترجمہ: اے ایمان والو بہت گمانوں سے بچو بے شک کوئی گمان گناہ ہوجاتا ہے اور عیب نہ ڈھونڈو اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو کیا تم میں کوئی پسند رکھے گا کہ اپنے مرے بھائی کا گوشت کھائے تو یہ تمہیں گوارا نہ ہوگا اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔‘‘ (کنزالایمان)

مذکورہ آیت کریمہ کی تفسیر میں صدرالافاضل حضرت علامہ سید شاہ نعیم الدین مرادآبادی قدس سرہ رقمطراز ہیں:

" حدیث شریف میں ہے کہ غیبت یہ ہے کہ مسلمان بھائی کی پیٹھ پیچھے ایسی بات کہی جائے جو اسے ناگوار گزرے اگر وہ بات سچی ہے تو غیبت ورنہ بہتان، تو مسلمان بھائی کی غیبت بھی گوارا نہ ہونی چاہئے کیونکہ اس کو پیٹھ پیچھے برا کہنا اس کے مرنے کے بعد اس کا گوشت کھانے کے مثل ہے کیونکہ جس طرح کسی کا گوشت کاٹنے سے اس کو ایذا ہوتی ہے، اسی طرح اس کو بدگوئی سے قلبی تکلیف ہوتی ہے اور درحقیقت آبرو گوشت سے زیادہ پیاری ہے۔

شان نزول: سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب جہاد کے لیے روانہ ہوتے اور سفر فرماتے تو ہر دو مالداروں کے ساتھ ایک غریب مسلمان کو کردیتے کہ وہ غریب ان کی خدمت کرے وہ اسے کھلائیں پلائیں ہر ایک کا کام چلے، اسی طرح حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو آدمیوں کے ساتھ کیے گئے تھے ایک روز وہ سوگئے اور کھانا تیار نہ کرسکے تو ان دونوں نے انہیں کھانا طلب کرنے کے لیے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بھیجا حضور کے خادم مطبخ حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے، ان کے پاس کچھ رہا نہ تھا، انہوں نے فرمایا کہ میرے پاس کچھ نہیں۔

حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہی آکر کہہ دیا تو ان دونوں رفیقوں نے کہا کہ حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بخل کیا جب وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے فرمایا: میں تمہارے منہ میں گوشت کی رنگت دیکھتا ہوں انہوں نے عرض کیا ہم نے گوشت کھایا ہی نہیں فرمایا تم نے غیبت کی اور جو مسلمان کی غیبت کرے اس نے مسلمان کا گوشت کھایا۔

غیبت بالاتفاق کبائر (کبیرہ گناہوں) میں سے ہے،

* مضمون نگار رضائے مصطفےٰ مسجد گیورائی، بیڑ مہاراشٹر کے امام وخطیب ہیں۔

غیبت کرنے والے کو توبہ لازم ہے، ایک حدیث شریف میں یہ ہے کہ غیبت کا کفارہ یہ ہے کہ جس کی غیبت کی ہے اس کے لیے دعائے مغفرت کرے، مسئلہ: فاسق معلن کے عیب کا بیان غیبت نہیں، حدیث شریف میں ہے کہ فاجر کے عیب بیان کرو کہ لوگ اس سے بچیں، مسئلہ: حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ تین شخصوں کی حرمت نہیں: ایک صاحب ہوا (بدمذہب) دوسرا فاسق معلن، تیسرا بادشاہ ظالم یعنی ان کے عیوب بیان کرنا غیبت نہیں۔" (خزائن العرفان)

احادیث شریفہ میں غیبت کی مذمت میں بہت وعیدیں وارد ہیں، سردست ایک حدیث شریف نذر قارئین ہے: روایت ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا جانتے ہو غیبت کیا ہے؟ سب نے عرض کیا اللہ ورسول ہی خوب جانیں، فرمایا: تمہارا اپنے بھائی کا ناپسندیدہ ذکر کرنا، (یعنی کسی کے خفیہ عیب اس کے پس پشت بیان کرنا عیب خواہ جسمانی ہوں یا نفسانی دنیاوی یا دینی یا اس کی اولاد یا بیوی کے گھر کے خواہ زبان سے بیان کرو یا قلم سے یا اشارہ سے غرض کسی طرح سے لوگوں کو سمجھا دو حتّٰی کہ کسی لنگڑے یا ہکلے کی پس پشت نقل کرنا لنگڑا کر چلنا یا ہکلا کر بولنا سب کچھ غیبت ہے) عرض کیا گیا فرمائیے تو اگر میرے بھائی میں وہ عیب ہو جو میں کہتا ہوں، (سائل غیبت اور بہتان میں فرق نہ کر سکے، وہ سمجھے کہ کسی کو جھوٹا بہتان لگانا غیبت ہے۔

اس لیے انہوں نے یہ سوال کیا) فرمایا اگر اس میں وہ ہو جو تو کہتا ہے تو تو نے اس کی غیبت کی اور اگر اس میں وہ نہ ہو جو تو کہتا ہے تو تو نے اسے بہتان لگایا، (سبحان اللہ کیا نفیس جواب ہے کہ غیبت سچے عیب بیان کرنے کو کہتے ہیں اور بہتان جھوٹے عیب بیان کرنے کو، غیبت ہوتا ہے سچ مگر ہے حرام، اکثر گالیاں سچی ہوتی ہیں مگر ہیں بے حیائی وحرام ہر سچ حلال نہیں ہوتا، خلاصہ یہ ہے کہ غیبت ایک گناہ ہے، بہتان دو گناہ) اور ایک روایت میں ہے کہ جب تو اپنے بھائی کا وہ عیب بیان کرے جو اس میں ہے تو تو نے اس کی غیبت کی اور اگر تو وہ کہے جو اس نے نہ کیا ہو تو تو نے اسے بہتان لگایا۔" (مرآۃ المناجیح جلد ششم)

خلاصۂ کلام یہ کہ غیبت نہایت بری ہے اور یہ جہنم کی طرف لے جانے والا فعل ہے، اس سے گھر کا گھر تباہ و برباد ہو جاتا ہے، لہٰذا اس سے بہر حال بچنا از حد ضروری ہے، آج کا یہ المیہ ہے کہ جہاں چند لوگ اکٹھا ہو گئے وہاں دوسروں کی غیبت شروع ہو جاتی ہے، ہونا تو یہ چاہیے کہ اذکار خیر کے ذریعے دنیا و آخرت روشن کرتے، مگر آخرت کو فراموش کر کے سب کچھ دنیا ہی کو سمجھنے والے دنیا دار اس فعل قبیح میں مگن ہیں، معاذ اللہ! افسوس مزید اس وقت ہوتا ہے جب اہل علم بھی اس گناہ عظیم میں ملوث پائے جاتے ہیں۔

◆◆◆

ص ۴۶ کا بقیہ.....................

علامہ ابراہیم رضا قادری بریلوی قدس سرہ، محدث اعظم پاکستان علامہ سردار احمد حامدی قدس سرہ، حضور مجاہد ملت علامہ حبیب الرحمن حامدی محدث اڑیسہ قدس سرہ، منبع علم وحکمت علامہ تقدس علی رضوی قدس سرہ کے ساتھ ہمارے ممدوح کرم حضور مفسر قرآن خانوادہ نبوت کے چشم وچراغ، بارگاہ حجۃ الاسلام محدث بریلوی کے تربیت یافتہ سید شاہ ظہور الحسین حامدی علیہ الرحمہ کی ذات طیبہ ہے۔

شمالی بہار کی عظیم علمی عرفانی شخصیت سیدی آقائی استاذی الکریم حضور تاج الاصفیا علامہ مفتی فاروق احمد رضوی زید شرفہ نے تکمیل روحانیت کے لیے اسی بارگاہ کا رخت سفر باندھا۔ سلوک کے منازل طے کیے اور بامراد ہوئے اور رشد و ہدایت کا منبع بن کر عالم اسلام کو اپنی تابش فیض سے منور و مجلی فرمارہے ہیں۔

حضور مفسر قرآن اپنی ذات میں ایک انجمن تھے، فکر وفن کے شہنشاہ تھے، آپ کی عبقریت چلتی پھرتی اہل سنت کی تحریک تھی، آپ نے اہل سنت کو تحریک بھی دی ہے اور تحریک کو متحرک رکھنے کے لیے علما، مشائخ، مصنّفین، فقہا، محدثین کا عظیم کارواں بھی عطا فرمایا اور آج آپ کی روحانیت سے جماعت اہل سنت فیضیاب ہو رہی ہے۔

◆◆◆

اسلامیات

از: ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن*

تصوّف اور اس سے متعلق شُبہات کا اِزالہ

اسلامیات

حضرات انبیائے کرام کی بعثت اور اس دنیا میں تشریف آوری کے متعدد دینی مقاصد ہیں، لوگوں کو کفر وشرک سے بچانا، انہیں توحید ورسالت پر ایمان لانے کی دعوت دینا، دائرۂ اسلام میں داخل کرنا، ان میں اتباعِ شریعت کی سوچ اور جذبہ پیدا کرنا اور انہیں عذابِ جہنّم سے بچانا، ہمیشہ ہر نبی کی اوّلین ترجیحات اور مقاصد میں شامل رہا ہے، لیکن مُعاشرے کی اِصلاح کرنا، انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دینا، انہیں اَخلاقِ حسنہ سے آراستہ کرنا، انہیں رَذیل اور بُری باتوں سے بچانا اور ان کا تزکیۂ نفس کرنا بھی بعثتِ انبیا کے اہم دینی مقاصد میں سے ہے، اللہ ربّ العالمین مصطفی جانِ رحمت ﷺ کی بعثت کے ان مقاصد کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

"لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ۔ (۱) یقیناً اللہ تعالی کا مسلمانوں پر بڑا اِحسان ہوا، کہ اُن میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا، جو اُن پر اللہ تعالی کی آیتیں پڑھتے ہیں، انہیں پاک کرتے ہیں، انہیں کتاب وحکمت سکھاتے ہیں اور اِس سے پہلے وہ لوگ ضرور کھلی گمراہی میں تھے۔"

ایک اَور مقام پر ارشاد فرمایا:

"هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَۗ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ۔ (۲) وہی (اللہ) ہے جس نے اَن پڑھ لوگوں میں انہی میں سے ایک رسول (محمد عربی) بھیجا، جو اُن پر اللہ کی آیتیں پڑھتے ہیں اور انہیں پاکیزہ وستھرا کرتے ہیں اور انہیں کتاب وحکمت کا علم عطا فرماتے ہیں اور یقیناً وہ لوگ اس سے پہلے ضرور کھلی گمراہی میں تھے۔"

مذکورہ بالا آیاتِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ منشائے شریعت صرف ظاہری اعمال کی اِصلاح نہیں، بلکہ ہر صاحبِ ایمان کا تزکیۂ نفس اور اِصلاحِ قلب بھی شریعتِ مطہّرہ کو مطلوب ومقصود ہے اور اسی اَمر کا دوسرا نام تصوُّف وطریقت ہے، لہٰذا تصوف مقاصدِ شریعت کے حُصول میں رکاوٹ نہیں، بلکہ مِمد ومُعاوِن اور منشائے شریعت کی تکمیل کا باعث ہے۔

تزکیۂ نفس کی تعلیم

خالقِ کائنات اور حضراتِ انبیائے کرام نے جہاں اتباعِ شریعت اور ظاہری اعمال کی دُرستی پر زور دیا، وہیں تزکیۂ نفس کرنے، باطنی آلائشوں سے بچنے اور گناہوں سے پاک رہنے کی بھی تلقین فرمائی، ارشادِ باری تعالی ہے:

"قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَاۙ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا۔ (۳) وہ مراد کو پہنچا جس نے اس (نفس وباطن) کو پاکیزہ کرلیا اور نامراد ہوا وہ جس نے اسے (گناہوں میں) دَبائے رکھا۔"

تزکیۂ نفس تصوُّف کی بنیادی تعلیمات میں سے ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالی اور اس کے پیارے رسول ﷺ کی حرام کردہ چیزوں سے نفس وباطن کو بچایا جائے اور ہمیشہ حلال و طیّب کو اپنانے کی کوشش کی جائے؛ کہ یہ ایمان کی حلاوت و چاشنی کا باعث ہے، رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"ثَلَاثٌ مَنْ فَعَلَهُنَّ فَقَدْ طَعِمَ طَعْمَ الإِيمَانِ (1) مَنْ عَبَدَ اللهَ وَحْدَه فَإِنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا الله، (2) وَأَعْطَى زَكَاةَ مَالِه طَيِّبَةً بِهَا نَفْسُه (3) وَزَكَّى عَبْدٌ نَفْسَه۔

تین کام ایسے ہیں کہ جو انہیں انجام دے گا ایمان کا مزہ پائے گا: (1) وہ جس نے اللہ وَحدہ کی عبادت کی جس کے سوا کوئی

* مضمون نگار وزارت اوقاف ابوظہبی کے مفتی ہیں۔

عبادت کے لائق نہیں، (2) وہ جس نے خوشی سے اپنے مال کی زکاۃ ادا کی، (3) اور وہ بندہ جس نے گناہوں سے اپنے نفس و باطن کا تزکیہ کیا، کسی نے عرض کی: یارسولَ اللہ! آدمی کے اپنے نفس و باطن کے تزکیہ سے کیا مراد ہے؟ مصطفی جانِ رحمت ﷺ نے فرمایا: یَعْلَمُ أَنَّ اللہَ مَعَہٗ حَیْثُ مَا کَانَ۔ (۴) وہ یقین رکھے کہ اللہ تعالی ہمیشہ میرے ساتھ ہے۔"

تصوف کی حقیقت

بعض نادان لوگ تصوف کو مُنافی شریعت خیال کرتے اور اسے اِتّباعِ شریعت میں ایک رکاوَٹ سمجھتے ہیں، ایسی سوچ رکھنا ہرگز دُرست نہیں؛ کیونکہ دنیائے تصوُّف کی تمام معتبر اور مشہور ومعروف ہستیوں اور صوفیائے کرام نے اس بات کی متعدد مقامات پر صراحت فرمائی، کہ تعمیل شریعت اور سنّتِ رسول کی پیروی ہی کا نام تصوُّف و طریقت ہے۔

(1) حضرت سیّدنا سرّی سقطی ارشاد فرماتے ہیں کہ "تصوف تین 3 معنی کے لیے بولا جاتا ہے: (۱) یہ کہ اس کا نورِ معرفت اس کے نورِ وَرع (پرہیز گاری) کو بُجھا نہ دے، (۲) یہ کہ دل میں بھی کوئی ایسا خیال نہ لائے جو ظاہرِ کتاب (قرآنِ مجید) یا سنّت مصطفی ﷺ کے خلاف ہو، (۳) یہ کہ کرامتیں اسے ان چیزوں کی پردہ دَری پر نہ لائیں، جو اللہ کی حرام کردہ ہیں۔" (۵)

(2) حضرت سیّدنا جنید بغدادی حضرت سیّدنا ابوسلیمان دارانی کا قول نقل فرماتے ہیں کہ "بسا اوقات میرے دل میں تصوف کا کوئی نکتہ چند دن آیا کرتا ہے، تو جب تک قرآن وسنّت دو 2 عادل گواہ اس کی تصدیق نہیں کرتے، میں وہ قبول نہیں کرتا۔" (۶)

(3) حضرت سیّدنا محمد بن خفیف ضبی فرماتے ہیں کہ "تصوف دلوں کو صاف رکھنے اور شریعتِ مطہّرہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی پیروی کا نام ہے۔" (۷)

(4) حضرت سیّدنا ابو القاسم ابراہیم بن محمد نصر آبادی فرماتے ہیں کہ "تصوُّف کی بنیاد کتاب (قرآنِ کریم) وسنّت پر عمل کرنا ہے۔" (۸)

(4) حضرت امام شَعرانی فرماتے ہیں کہ "تصوُّف بس اَحکامِ شریعت پر بندہ کے عمل کا خلاصہ ہے۔" (۹)

(5) امام اہلِ سنّت امام احمد رضا حقیقتِ تصوُّف کے بارے میں فرماتے ہیں کہ "شریعت، طریقت، حقیقت، معرفت میں باہم اصلاً کوئی تخالُف (تضاد) نہیں، اس (تضاد) کا مدّعی اگر بے سمجھے کہے تو نرا جاہل ہے اور سمجھ کر کہے تو گمراہ بد دِین ہے، شریعت حضور اقدس سیّدِ عالم ﷺ کے اقوال ہیں اور طریقت حضور کے اَفعال اور حقیقت حضور کے اَحوال اور معرفت حضور کے علومِ بے مثال" (۱۰) کا نام ہے۔

ان تمام صُوفیائے کرام کی تعلیمات اور فرامین کا نچوڑ یہ ہے کہ راہِ سلوک کا مسافر بننے والا بھی آدابِ شریعت کی ہمیشہ پابندی کرے، حرام و مشتبہ چیزوں سے بچے، ناجائز اَوہام وخیالات سے اپنے حواس کو آلُودہ نہ کرے اور اپنی نفسانی خواہشات کو شریعت مطہّرہ کے تابع کرے؛ کہ یہ تکمیلِ ایمان کا سب سے اہم ذریعہ ہے، حضرت سیّدنا عبد اللہ بن عَمرو سے روایت ہے، سرورِ دو جہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"لَا یُؤْمِنُ أَحَدُکُمْ حَتّٰی یَکُوْنَ ھَوَاہُ تَبَعًا لِّمَا جِئْتُ بِہٖ۔ (۱۱) کوئی شخص اُس وقت تک مؤمنِ کامل نہیں ہوسکتا جب تک اس کی خواہشات میری لائی ہوئی شریعت کے تابع نہ ہوجائیں۔"

ہر مسلمان چاہے وہ عام ہو یا خاص، حاکم ہو یا محکوم، عالم ہو یا غیرِ عالم، استاد ہو یا شاگرد، پیر ہو یا مرید، طالبِ علمِ دین ہو یا تعلیماتِ تصوُّف کا طلبگار، دامنِ شریعت کو ہمیشہ تھامے رکھنا سب کے لیے یکساں ضروری ہے، کوئی بھی صاحبِ عقل اس سے مستثنیٰ نہیں۔ جس نے شریعتِ مطہّرہ کا دامن چھوڑا، ہلاکت و بربادی اس کا مقدّر ہوگی، حضرت عِرباض بن ساریہ سے روایت ہے، سرورِ کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"لَقَدْ تَرَکْتُکُمْ عَلٰی مِثْلِ الْبَیْضَاءِ، لَیْلُھَا کَنَھَارِھَا، لَا یَزِیْغُ بَعْدِيْ عَنْھَا إِلَّا ھَالِکٌ۔ (۱۲) یقیناً میں تمہارے درمیان ایسی روشن شریعت چھوڑے جارہا ہوں، جس کی راتیں بھی دن کی طرح روشن ہیں، میرے بعد اس سے وہی بھٹکے گا

اسلامیات

جو ہلاکت میں مبتلا ہوگا۔"

نام نہاد صوفیوں سے اجتناب کی تلقین

اَحکامِ شریعت سے نابلد بعض نام نہاد صُوفی اور ڈھونگی پیر، تصوف اور راہِ سُلوک سے متعلّق عوام میں شکوک وشبہات پیدا کرتے ہیں اور بعض ایسے نظریات کا پرچار بھی کرتے ہیں، جن کا صُوفیائے کرام کی تعلیمات سے دُور کا بھی کوئی واسطہ نہیں!

یاد رکھیے! صُوفیائے کرام کی کبھی بھی یہ تعلیمات نہیں رہیں کہ فرائض وواجبات کو ترک کرکے سنّتوں کی طرف توجّہ کی جائے، یا سُنّتوں کو چھوڑ کر نوافل کی ادائیگی میں مشغول ہوا جائے، اگر کوئی نام نہاد صُوفی ایسی بات کہتا ہے یا ایسے خیالات واَفکار کا حامل ہے، تو اس کا جماعتِ صُوفیہ سے کوئی تعلّق نہیں، وہ گمراہوں میں سے ہے، حقیقی صُوفیہ ایسے نام نہاد صُوفیوں سے اپنی براءت کا اظہار کرتے ہیں اور ہمیشہ اُن سے دُور رہنے کا مشورہ دیتے ہیں، مشہور صوفی بزرگ حضرت سیّدنا جنید بغدادی فرماتے ہیں کہ" جس نے نہ قرآنِ پاک یاد کیا، نہ حدیثِ مبارک لکھی (یعنی جو علمِ شریعت سے آگاہ نہیں) دربارۂ طریقت اس کی اقتدا نہ ہوگی؛ کیونکہ ہمارا یہ علمِ (طریقت) کتابُ اللہ اور سُنّتِ رسول ﷺ کا پابند ہے۔" (۱۳)

چند شکوک وشُبہات کا اِزالہ

بعض جاہل صوفیوں اور جعلی پیروں کی جہالت، بے عملی اور منکرینِ تصوُف کے بے بنیاد پروپیگنڈہ کے باعث، تصوُف یا راہِ سُلوک سے متعلّق عوامُ النّاس میں کچھ شکوک وشُبہات پائے جاتے ہیں، ان میں سے چند یہ ہیں:

شریعت وطریقت کے باہمی تعلّق کی نفی کرنا

(1) بعض فاسق پیر اور جاہل صوفی لوگ اپنی بے عملی چُھپانے کے لیے شریعت اور طریقت کو دو2 الگ الگ راہیں بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ" شریعت پر عمل کرنا عام لوگوں کا کام ہے، ہم تو راہِ سُلوک کی منازِل طے کرکے اللہ تک پہنچ چکے ہیں، اپنے مَن کی مُراد پا چکے ہیں، لہٰذا ہمیں شریعت پر عمل کی ضرورت نہیں" ایسا کہنا سراسر حماقت، جہالت اور گمراہی ہے، صوفیائے کرام نے اس اَمر کی صاف الفاظ میں نفی فرمائی اور اسے بے دینی قرار دیا، حضرت سیّدنا شیخ شہاب الدین سُہرَوَردی فرماتے ہیں کہ " فتنہ میں مبتلا ایک قوم نے صوفیوں کا لباس پہن لیا تاکہ صوفی کہلائیں، حالانکہ ان کو صوفیوں سے کچھ تعلّق نہیں، بلکہ وہ دھوکے اور غلطی میں ہیں، وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ان کے دل خالص اللہ تعالیٰ کی طرف ہوگئے، اور یہی مراد کو پہنچنا اور کامیابی ہے، اور شریعت کے طریقوں کی پابندی کرنا تو عوام کا کام ہے، ان کا یہ قول عین بے دینی اور زندیقی ہے اور اللہ کی بارگاہ سے دُور کرنا ہے؛ کیونکہ جس حقیقت کو شریعت رَد کردے وہ بے دینی ہے۔" (۱۴)

امام اہلِ سنّت امام احمد رضا شریعت اور طریقت کے باہمی تعلّق کو ایک مثال کے ذریعے سمجھاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ " شریعت منبع ہے اور طریقت اس میں سے نکلا ہوا ایک دریا ہے، بلکہ شریعت اس مثال سے بھی متعالی (بلند وبالا) ہے، منبع سے پانی نکل کر دریا بن کر جن زمینوں پر گزرے، انہیں سیراب کرنے میں اسے منبع کی احتیاج (ضرورت) نہیں، نہ اس سے نفع لینے والوں کو اصل منبع کی اس وقت حاجت، مگر شریعت وہ منبع ہے کہ اس سے نکلے ہوئے دریا یعنی طریقت کو، ہر آن اس کی احتیاج ہے، منبع سے اس کا تعلّق ٹوٹے تو یہی نہیں کہ صرف آئندہ کے لیے مدد موقوف ہو جائے، فی الحال جتنا پانی آچکا ہے چند روز تک پینے، نہانے، کھیتیاں، باغات سینچنے (سیراب کرنے) کا کام دے، نہیں نہیں! منبع سے اس کا تعلّق ٹوٹتے ہی (طریقت کا) یہ دریا فوراً فنا ہوجائے گا" (۱۵)

صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی امجد علی اعظمی شریعت وطریقت کے باہمی تعلّق کو واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ" طریقت مُنافیٔ شریعت (یعنی شریعت کے خلاف) نہیں، وہ شریعت ہی کا باطنی حصّہ ہے، بعض جاہل متصوِّف جو یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ " طریقت اَور ہے شریعت اَور" محض گمراہی ہے، اور اس زُعمِ باطل (غلط خیال) کے باعث اپنے آپ کو شریعت سے آزاد سمجھنا صریح کُفر واِلحاد (بے دینی ہے) اَحکامِ شرعیہ کی پابندی سے کوئی ولی کیسا ہی عظیم ہو، سُبکدوش نہیں ہوسکتا" (۱۶)

خود کو اَحکامِ شریعت سے مستثنیٰ وبالاتر قرار دینا

(2) نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آج کل ہماری کئی خانقاہوں

اور آستانوں میں بطورِ گدّی نشین، فاسق وفاجر اور علمِ شریعت سے بے بہرہ لوگ مسلّط وقابض ہیں، وہ سرِ عام گناہ کرتے، ناچتے گاتے، محافلِ موسیقی کا انعقاد کرتے اور منشیات کا استعمال کرتے ہیں، وہ نامحرم عورتوں کے ساتھ اختلاط وتنہائی اور بے تکلّفانہ گفتگو کے مرتکب ہوتے ہیں، نماز روزے کی پابندی نہیں کرتے، حرام اُمور کا سرِ عام اِرتکاب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ" ہم تصوُّف و طریقت میں ایسے درجہ ومقام تک رَسائی حاصل کر چکے ہیں، جہاں یہ چھوٹی موٹی چیزیں کوئی اہمیت نہیں رکھتیں اور نہ ہی ان چیزوں سے ہماری رُوحانیت میں کوئی خلل واقع ہوتا ہے"... وغیرہ۔

واضح رہے کہ جو شخص ایسی گمراہ کُن سوچ اور خیالات کا مالک ہو، اس کا تصوُّف سے کوئی واسطہ نہیں، بلکہ ایسوں کا ٹھکانہ جہنّم ہے، امامِ طریقت حضرت ابوعلی رُوذباری (جو حضرت جنید بغدادی کے جلیل القدر خلفا میں سے ہیں) امام ابوالقاسم قشیری ان کے بارے میں فرماتے ہیں کہ" بزرگوں میں طریقت کے بڑے عالم تھے، ان سے سوال ہوا کہ جو شخص مزامیر (میوزک اور گانے باجے) سنتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ میرے لیے حلال ہے؛ کیونکہ میں ایسے درجے تک پہنچ گیا ہوں کہ اَحوال کے اختلاف کا مجھ پر کچھ اثر نہیں ہوتا، تو حضرت ابوعلی رُوذباری نے فرمایا: ہاں پہنچا تو ضرور ہے مگر جہنم تک۔" (۱۷)

کوئی کتنا ہی بڑا پیر کیوں نہ ہو، یا مقامِ ولایت کے کتنے ہی بلند درجے پر کیوں نہ ہو، ہوش وحواس کی سلامتی کے ساتھ شریعتِ مطہّرہ کے اَحکام سے مستثنیٰ نہیں ہوسکتا، پیرانِ پیر حضور شیخ عبدالقادر جیلانی نے راہِ سلوک کے مسافروں کو نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ" اللہ کے سوا کسی کی طرف نگاہ نہ اٹھانا طریقت کا ایک بلند مرتبہ ہے، ضروری ہے کہ تُو اللہ کی مقرّر کردہ حُدود کی پابندی کرے، اور اس کے تمام اَحکام کی حفاظت کرے اور اگر تیری طرف سے شریعت کی حُدود میں سے کسی حد میں خلل آیا، تو جان لے کہ تو فتنہ میں پڑا ہوا ہے، اور یقیناً شیطان تیرے ساتھ کھیل رہا ہے، لہٰذا تو فوراً شریعت کے حکم کی طرف لَوٹ آ اور اس سے لپٹ جا، اور اپنی نفسانی خواہش کو چھوڑ دے؛ کیونکہ جس حقیقت کی تصدیق شریعت سے نہ ہو وہ حقیقت باطل ہے۔" (۱۸)

اَحکامِ شریعت سے خود کو بالاتر سمجھنے والے جاہل صوفیوں کے بارے میں حضرت سیّدنا جنید بغدادی سے پوچھا گیا کہ " کچھ لوگ گمان کرتے ہیں کہ شریعت کے اَحکام تو اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا ذریعہ ہیں، اور ہم اللہ تعالیٰ تک پہنچ گئے، یعنی اب ہمیں شریعت کی کیا حاجت؟! فرمایا: وہ سچ کہتے ہیں، وہ پہنچنے والے ضرور ہیں مگر کہاں تک؟ جہنم تک! ایسا عقیدہ رکھنے والوں سے تو چور اور زانی بہتر ہیں! میں اگر ہزار سال تک بھی زندہ رہوں تو فرائض وواجبات تو بڑی چیز ہیں، میں نے جو نوافل ومستحبات مقرّر کر لیے ہیں، ان کی ادائیگی میں بھی کچھ کمی نہ کروں گا۔" (۱۹)

علمائے دین کو تصوُّف سے بے بہرہ قرار دینا

(3) بعض جاہل صوفیوں اور ڈبہ پیروں کو جب ان کے خلافِ شریعت کاموں پر ٹوکا جائے، تو وہ علمائے دین کی تحقیر کرتے ہوئے اپنے جاہل مریدوں میں اس بات کا بڑا پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ" ہم جو باتیں کرتے ہیں وہ حقیقت ومعرفت کی باتیں ہوتی ہیں، یہ مولوی صاحبان راہِ سُلوک کے اَسرار، رُموز اور حقائق کے بارے میں کیا جانیں؟! تصوُّف کے مُعاملے میں یہ لوگ کورے ہوتے ہیں، لہٰذا ہماری باتیں ان کی سمجھ سے بالاتر ہیں۔"

ایسی سوچ رکھنے والوں کے بارے میں امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا نے ارشاد فرمایا کہ" تمام اولیائے کرام کے قطعی اجماع سے فرض ہے کہ تمام حقائق کو شریعتِ مطہّرہ پر پیش کیا جائے، اگر وہ حقائق شریعت کے مطابق ہوں تو حق اور قابلِ قبول ہیں، ورنہ مردود ورُسوا ہیں، تو یقیناً قطعاً شریعت ہی اصل کار (کام) ہے اور شریعت ہی سب کا دار ومدار ہے، شریعت ہی کسوٹی اور معیار ہے، شریعت کا معنی ہے راستہ، اور شریعتِ محمدیہ کا ترجمہ ہے: "محمد رسول اللہ ﷺ کا راستہ" تو یہ معنی اپنے عموم واطلاق کے اعتبار سے تمام ظاہر وباطن کو شامل ہے، صرف چند جسمانی اَحکام کے ساتھ خاص نہیں... یہی شریعت وہ راہ ہے جس پر اللہ ملتا ہے، چنانچہ قرآنِ مجید میں ہے:

"اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔ (۲۰) بے شک سیدھی راہ پر میرا رب ملتا ہے۔"

اور شریعت ہی وہ راہ ہے جس کی مخالفت کرنے والا بددین

گمراہ ہے، چنانچہ قرآنِ مجید میں اللہ نے فرمایا :

"وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۔

(۲۱) (اے محبوب آپ فرما دیجیے!) کہ یہ شریعت میری سیدھی راہ ہے تو اس کی پیروی کرو اور اس کے سوا اور راستوں کے پیچھے نہ جاؤ؛ کہ وہ تمہیں اللہ کی راہ سے جدا کر دیں گے، اللہ تمہیں اس کی تاکید فرماتا ہے؛ تاکہ تم پرہیزگاری کرو۔"

دیکھو! قرآنِ عظیم نے صاف فرمادیا کہ شریعت ہی صرف وہ راہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ تک پہنچنا نصیب ہوتا ہے، اس کے سوا آدمی جو راہ چلے گا اللہ کی راہ سے دُور جا پڑے گا۔" (۲۲)

تصوف کے بارے میں جاوید غامدی کا غلط تصوُّر

(4) تصوُّف سے متعلّق بے بنیاد شکوک وشُبہات پھیلانے اور اس کا انکار کرنے والوں میں، آج کا نام نہاد مذہبی اسکالر جاوید غامدی بھی سرِ فہرست ہے، موصوف کے نزدیک تصوُّف ضلالت وگمراہی (۲۳) اور دینِ اسلام سے بالکل مختلف ایک متوازی دِین ہے (۲۴) اور اہلِ تصوُّف (یعنی صوفیائے کرام) کے دین میں وحی اب بھی آتی ہے (۲۵) ... وغیرہ وغیرہ! تصوُّف اور اہلِ تصوُّف کے بارے میں غامدی کے یہ شکوک وشُبہات بے بنیاد اور ناقص فہم کا نتیجہ ہیں۔

شب وروز کی عبادتوں، ریاضتوں، مُجاہدوں، مُراقبوں اور تزکیۂ نفس کے بعد حضراتِ صوفیائے کرام اور اولیاء اللہ پر، جب اللہ تعالیٰ کا خاص فضل وکرم ہوتا ہے، تو ان کی نگاہوں سے دنیاوی حجابات ہٹا دیئے جاتے ہیں، پھر وہ بعض ایسی چیزوں کا مُشاہدہ فرمانے کے بھی قابل ہو جاتے ہیں، جنہیں دیکھنا عام حالات میں ہر انسان کے بس کی بات نہیں ہوتی، غامدی کا مَوقف یہ ہے کہ جب وحی کا سلسلہ موقوف ہو چکا تو ایسا ہونا ناممکن ہے۔ (۲۶)

جبکہ ہمارا ماننا یہ ہے کہ اگرچہ سلسلۂ نبوّت منقطع اور وحی مَوقوف ہو چکی، لیکن اللہ ربّ العالمین تو حی وقیّوم اور موجود ہے، یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کوئی خالقِ کائنات کی نشانیوں میں غور وخوض کرے، راہِ ہدایت کا مسافر بنے، صراطِ مستقیم پر چلے، تو حضور نبی کریم ﷺ کے فُیوضِ نبوّت کے طفیل اللہ کی مدد ونصرت اس کے شاملِ حال نہ ہو۔ "صحیح بخاری" میں حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا :

"أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي، وَأَنَا مَعَهُ إِذَا ذَكَرَنِي، فَإِنْ ذَكَرَنِي فِي نَفْسِهِ ذَكَرْتُهُ فِي نَفْسِي، وَإِنْ ذَكَرَنِي فِي مَلَإٍ ذَكَرْتُهُ فِي مَلَإٍ خَيْرٍ مِنْهُمْ، وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ بِشِبْرٍ تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ ذِرَاعًا، وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ بَاعًا، وَإِنْ أَتَانِي يَمْشِي أَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً۔ (۲۷) میں اپنے بندے کے گمان سے قریب ہوں، جب وہ میرا ذکر کرتا ہے، تو میں اس کے ساتھ رہتا ہوں، اگر وہ مجھے تنہائی میں یاد کرے تو میں بھی اسے تنہائی میں یاد کرتا ہوں، اور اگر وہ مجھے کسی جماعت میں یاد کرتا ہے تو میں اس سے بہتر جماعت (فرشتوں) میں اسے یاد کرتا ہوں، اور اگر وہ بالشت بھر میرے قریب ہوتا ہے، تو میری رحمت گز بھر اس کے قریب ہو جاتی ہے، اور اگر وہ گز بھر میرے قریب ہوتا ہے، تو میری رحمت دونوں ہاتھوں کے پھیلاؤ کے برابر اس کے قریب ہو جاتی ہے، اور اگر وہ چل کر میری طرف آتا ہے تو میری رحمت دَوڑ کر اس کی طرف جاتی ہے۔"

حضراتِ صوفیائے کرام کو کسی الگ دِین کا پیروکار قرار دینا

صوفیائے کرام کی حالتِ جذب (ہوش وحواس سے بے خبری کے عالَم) میں کی گئی بعض باتوں کو بنیاد بنا کر، غامدی کا اپنی کتاب "برہان" میں یہ تاثُر دینا کہ "ان حضرات نے توحید ونبوّت جیسی بنیادی تعلیمات کے مُعاملے میں قرآن وسنّت سے اِنحراف کیا" (۲۸) دُرست نہیں؛ کیونکہ اہلِ علم خوب جانتے ہیں کہ کوئی بھی مسلمان اَحکامِ شریعت کا اس وقت تک مکلَّف ہے جب تک اس کی عقل اور ہوش وحواس مکمل طَور پر سلامت ہوں، اگر کوئی شخص دیوانہ ہو جائے اور اس کی عقل جاتی رہے، یا وقتی طَور پر جذب کی کیفیت میں چلا جائے، تو ہوش وحواس کی سلامتی اور عقل کی واپسی تک وہ مرفوعُ القلم قرار پاتا ہے، یعنی اَحکامِ شریعت وقتی طَور پر اس پر لاگو نہیں ہوتے، لہٰذا جن صوفیائے کرام سے حالتِ جذب میں بعض ایسے جملے سرزَد ہوئے جن کا ظاہر خلافِ شریعت تھا، تو انہیں بنیاد بنا کر اہلِ تصوُّف کو گمراہ قرار دینا (۲۹)

سراسر زیادتی ہے، جو کسی بھی صاحبِ علم کو زیب نہیں دیتی۔

شریعتِ مطہّرہ پر عمل سے متعلّق اولیائے کرام کی تعلیمات

اولیائے کرام اور صوفیائے عظام نے ہمیشہ ایک ہی دینِ اسلام کو مانا، زندگی بھر اسی دینِ متین کی خدمت کی، اپنے مریدوں اور عقیدتمندوں کو ہمیشہ توحید و رسالت کا درس دیا، قرآن وسنّت پر عمل پیرا رہنے کی تلقین فرمائی، اور دامنِ شریعت ترک کرنے والوں کو زندیق، بے دین اور گمراہ قرار دیا۔

(1) وَلیوں کے اِمام حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہمیشہ شریعت کا دامن تھامے رکھنے کی تاکید ونصیحت کرتے رہے، آپ کا فرمانِ مُبارک ہے کہ" شریعتِ پاکیزہ محمدی ﷺ درختِ دینِ اسلام کا پھل ہے، شریعت وہ آفتاب ہے جس کی چمک سے تمام جہاں کی اندھیریاں جگمگا اٹھیں، شریعت کی پیروی دونوں جہان کی سعادت بخشتی ہے، خبردار! اس کے دائرہ سے باہر نہ جانا، خبردار! اہلِ شریعت کی جماعت سے جدا نہ ہونا۔" (۳۰)

(2) فرائض وواجبات پر عمل کی تاکید کرتے ہوئے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی نے مزید ارشاد فرمایا کہ" مؤمن کو چاہیے کہ سب سے پہلے فرائض کی طرف مُتوجّہ ہو، جب یہ اَدا کر چکے تب سُنّتوں کو اختیار کرے، اس کے بعد نوافل پر توجّہ کرے، جو شخص اپنے فرائض سے فارغ نہیں ہوا، اس کے لیے سنّتوں میں مشغول ہونا حماقت ونادانی ہے؛ اس لیے کہ ادائے فرض سے قبل سُنن اور نوافل غیر مقبول رہیں گے، اور جو شخص ایسا کرے گا وہ خوار ہوگا۔" (۳۱)

(3) شیخ نجم الدین کبریٰ کے بالواسطہ خلیفہ حضرت رکن الدین اپنے شیخ ومرشد سے روایت کرتے ہیں کہ" جب تک دل شریعت کو مکمل طَور پر نہ تھام لے، تب تک ولایت میں قدم رکھنا ناممکن ہے، بلکہ اگر شریعت کا انکار کرے تو کافر ہو جائے گا۔" (۳۲)

(4) شیخ الاسلام حضرت احمد نامی جامی نے حضرت خواجہ مودود چشتی سے فرمایا کہ" مصلّٰی طاق پر رکھو اور اوّل جا کر علم حاصل کرو؛ کیونکہ زاہدِ بے علم مسخرۂ شیطان ہے۔" (۳۳)

(5) حضرت بایزید بسطامی فرماتے ہیں کہ" اگر تم کسی شخص کو دیکھو جسے ہوا میں اڑنے والی کرامت دی گئی ہے، تو اس سے فریب نہ کھانا جب تک یہ نہ دیکھ لو کہ وہ اللہ کے امر ونہی کے مُعاملے میں کیسا ہے؟ اور حُدود اللہ کی حفاظت اَحکامِ شریعت کے مطابق کرتا ہے یا نہیں؟" (۳۴)

(6) حضرت سیّدنا شیخ شہاب الدین سُہرَوردی نے ارشاد فرمایا کہ" ہمارا عقیدہ ہے کہ جس کے ہاتھ پر خَوارق (بظاہر خلافِ عقل) عادات ظاہر ہوں اور وہ اَحکامِ شریعت کا پورا پابند نہ ہو، وہ شخص زندیق ہے، اور وہ خوارق کہ اس کے ہاتھ پر ظاہر ہوں، مکر و اِستدراج ہیں۔" (۳۵)

غامدی کا نبوّت وولایت اور وحی واِلہام کو باہم خلط ملط کرنا

غامدی نبوّت، ولایت اور وحی واِلہام کو باہم خلط ملط کرتے ہوئے، حضراتِ صوفیائے کرام پر ایک بے بنیاد تہمت یہ بھی لگاتا ہے، کہ اہلِ تصوّف نبوّت ووحی کے قائل ہیں (۳۶) جبکہ درحقیقت ایسا ہرگز نہیں، نبوّت وولایت اور وحی واِلہام میں باہم بڑا فرق ہے اور اولیائے کرام نے اپنی تعلیمات میں سلسلۂ نبوّت کے مُنقطع ہونے، اور وحی کے مَوقوف ہونے کی بڑی وضاحت کے ساتھ نفی بھی فرمائی ہے، اس کے باوجود غامدی نے اکابر صوفیائے کرام، مثلاً حضرت سیّدنا امام غزالی، شیخ شہاب الدین سُہرَوردی، حضرت بایزید بسطامی، شیخ عبد الکریم جیلی، شیخ ابنِ عربی، شیخ احمد سَرہَندی اور حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کے بعض فرامین اور تحریروں سے، حسبِ خواہشِ نفس غلط نتیجہ نکالا، اور ان پاکیزہ نُفوس پر اِلزام تراشی کی ناپاک جسارت کی۔

شیخ ابنِ عربی کا عقیدۂ ختمِ نبوّت اور غامدی موشگافیاں

تعلیماتِ تصوّف میں شیخ اکبر حضرت محی الدین ابنِ عربی کا نام بڑی اہمیت کا حامل ہے، غامدی نے بھی حضراتِ صوفیا پر عقیدۂ ختمِ نبوّت سے متعلّق اِلزام تراشی کے لیے شیخ ابنِ عربی کی بعض عبارتوں کو بطَورِ دلیل پیش کیا اور غلط نتیجہ اخذ کرتے ہوئے لکھا کہ" وہ (اہلِ تصوّف) کہتے ہیں کہ ختمِ نبوّت کے معنی یہ ہیں کہ منصبِ تشریع اب کسی شخص کو حاصل نہیں، نبوّت کا مقام اور اُس کے کمالات اُسی طرح باقی ہیں اور یہ اب بھی حاصل ہوسکتے ہیں۔" (۳۷)

شیخ ابنِ عربی جیسی عظیم شخصیت پر اس نَوعیت کی اِلزام تراشی اور ان کے عقیدۂ ختمِ نبوّت کو توڑ مروڑ کر پیش کرنا بہت بڑی علمی خِیانت ہے، جو کسی بھی صاحبِ علم کو زیب نہیں دیتی! البتہ غامدی

جیسی متنازع شخصیت سے ایسی توقع بہر حال بعید از قیاس نہیں۔

ختمِ نبوّت سے متعلّق حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کا عقیدہ بھی وہی ہے جو تمام امّتِ مسلمہ کا ہے، آپ نے اپنی کتابوں میں بھی متعدد مقامات پر ختمِ نبوّت کے بارے میں، اپنے عقیدے کو بڑی صراحت کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ اپنی مشہورِ زمانہ کتاب "فُتوحاتِ مکیہ" میں ختمِ نبوّت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ "نبوّت اللہ تعالی کا وہ خصوصی وامتیازی مُعاملہ ہے جو وہ اپنے بندوں میں سے جس کے ساتھ چاہتا ہے فرماتا ہے، نبوّت کا دروازہ بند ہو چکا ہے، اور اللہ کے رسول محمد ﷺ کی بعثت کے ساتھ یہ سلسلہ ختم ہو چکا، اور ولایت قیامت تک حاصل کی جا سکتی ہے، تو جو کوئی اس کے حصول کے لیے محنت کرے گا وہ اسے حاصل ہو جائے گی" (۳۸)

عقیدۂ ختمِ نبوّت کی وضاحت کرتے ہوئے شیخ ابنِ عربی نے مزید فرمایا کہ "تمام اُمتیں حضرت محمد ﷺ کی امّت کے ساتھ ختم ہو گئیں، اور اللہ تعالی نے اس امّت کو انسانوں کے لیے بنائی گئی سب سے بہترین امّت بنا دیا، تمام رسولوں کا سلسلہ محمد ﷺ کی بعثت کے ساتھ ختم ہو چکا اور حضورِ اکرم ﷺ کی شریعت سے تمام شریعتیں ختم ہو گئیں، لہٰذا آپ ﷺ کے بعد کوئی رسول نہیں ہو گا جو شارع ہو، اور نہ ہی آپ ﷺ کی شریعت کے بعد کوئی شریعت اللہ تعالی کی طرف سے نازل کی جائے گی۔" (۳۹)

شیخ اکبر حضور خاتم النبیین ﷺ کے بعد کسی نئے نبی، رسول، شریعت یا اولیاء اللہ کے لیے کسی قسم کی وحی کے ہرگز قائل نہیں، انھوں نے ایک مقام پر صراحۃً اس چیز کی نفی کرتے ہوئے فرمایا کہ "جان لو! اللہ تعالی کی طرف سے ہمارے لیے اِلہام ہے نہ کہ وحی؛ کیونکہ وحی کا راستہ رسول اللہ ﷺ کی وفات سے بند ہو چکا ہے۔" (۴۰)

دینِ اسلام میں مُنافیِ شریعت تصوُّف کی گنجائش نہیں

دینِ اسلام میں ایسے کسی تصوُّف کی گنجائش نہیں جو اَحکامِ شریعت کے مُنافی ہو، کسی ولی، صوفی یا بزرگ کے پاس اس بات کا اختیار نہیں، کہ خود کو یا اپنے مریدوں کو نماز، روزہ اور زکاۃ وحج کی پابندی سے مستثنیٰ قرار دے، کوئی کتنی ہی بڑی گدّی کا سجادہ نشین کیوں نہ ہو، اَحکامِ شریعت کی پابندی سب پر لازم لازم اور لازم ہے، سب کو چاہیے کہ ہمیشہ قرآن وسنّت کی تعلیمات کو پیشِ نظر رکھیں، اَحکامِ شریعت کی پاسداری کریں، درباروں اور خانقاہوں پر مرد وزَن کے باہم اختلاط اور بے تکلّفی سے بچیں، شرعی پردے کی مکمل رعایت واہتمام کریں، مثلِ بیت اللہ شریف درباروں کے طواف سے اجتناب کریں، اور صاحبِ دربار کے حضور سجدۂ تعظیمی سے گریز کریں؛ کیونکہ ایسے غیر شرعی اَفعال کو بنیاد بنا کر بعض لوگ مزاراتِ اولیا کے خلاف پروپیگنڈہ کرتے ہیں، ان رُوحانی درسگاہوں کو کفر وشرک کے اڈّے قرار دیتے ہیں اور مختلف نوعیت کے شکوک وشُبہات پھیلا کر عوامُ الناس کو تصوف کے فوائد وثمرات سے محروم رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اے اللہ! حضراتِ صوفیائے کرام کا ادب واحترام کرنے کی توفیق عطا فرما، ان کے رُوحانی فیض سے مستفید ہونے کا جذبہ عنایت فرما، ان کے خلاف ہونے والے بے بنیاد پروپیگنڈہ کا شکار ہونے سے بچا، تصوُّف کے بارے میں غلط قسم کے شکوک وشُبہات پھیلانے والوں کو ہدایت نصیب فرما، ان کے دلوں کو اپنے اولیا کی محبت سے سرشار فرما اور شیطانی وَسوَسوں کا شکار ہونے سے بچا اور صحابۂ کرام کی سچی محبّت اور اخلاص سے بھرپور اطاعت کی توفیق عطا فرما، آمین یا ربّ العالمین۔

حوالہ جات:

(۱) پ ٤، آل عمران ١٦٤ (۲) پ ۲۸، الجمعۃ ۲ (۳) پ ۳۰، الشّمس ۹–۱۰ (۴) "السنن الکبری" للبیہقی، کتاب الزکاۃ، ٤/ ۹٦ (۵) "الرسالۃ القشیریۃ" ومنہم أبو الحسن سرّی بن المغلس السقطی، ص۱۱ (٦) المرجع نفسہ، ومنہم أبو سلیمان عبد الرحمن بن عطیّۃ الدارانی، ص16 (۷) "الطبقات الکبری" للشعرانی، ر: 233، الجزء ۱، ص120، ۱۲۱، ملتقطاً (۸) المرجع نفسہ، أبو القاسم إبراہیم بن محمد بن... إلخ، ص122–123 (۹) المرجع السابق، مقدّمۃ فی بیان أنّ طریق القوم... إلخ، ص٤ (۱۰) "فتاوی رضویہ" کتاب الحظر والإباحۃ، شریعت، طریقت، حقیقت، معرفت... الخ، 17/ 106 (۱۱) "البرہان المؤیّد" الإیمان والہوی، ص۲۲ (۱۲) "السُنّۃ" لابن أبي عاصم، باب ذکر قول النّبی... إلخ، ر: ٤۸، ۱/ ۲٦ (۱۳) "الرسالۃ القشیریۃ" ومنہم أبو القاسم الجنید بن محمد، ص۲۰ (۱۴) "عوارف المعارف" الباب التاسع فی ذکر من... إلخ، ص۲9، ملتقطاً (۱۵) "فتاوی رضویہ" کتاب الحظر والإباحۃ، رسالہ "مقالِ عُرفا باعزازِ شرع وعلما" 17/ 133، 134 (۱٦) "بہارِ شریعت" ولایت کا بیان، حصّہ اوّل، 1/ 265– 266 (۱۷) "الرسالۃ القشیریۃ" ومنہم أبو علی أحمد بن محمد الروذباری، ص۲۸ (۱۸) "الطبقات الکبری" أبو صالح... إلخ، الجزء ۱، ص۱۳۱، ملخّصاً (۱۹) "الیواقیت والجواہر" المبحث ۲٦ فی... إلخ، الجزء ۱، ص۲۷۲، ۲۷۳ (۲۰) پ ۱۲، ہُود ۵٦ (۲۱) پ ۸، الأنعام ۱۵۳ (۲۲) "فتاوی رضویہ" کتاب الحظر والإباحۃ، رسالہ "مقالِ عُرفا"

17/ 132، 133، ملخصاً۔ (۲۳) دیکھیے: "بُرہان" اسلام اور تصوُف، 192 (۲۴) ایضاً، 181۔ (۲۵) ایضاً، 193۔ (۲۶) ایضاً، 192، ملخصاً۔ (۲۷) "صحیح البخاری" کتاب التوحید، ر ۷٤۰۵: ص ۱۲۷۳۔ ۱۲۷٤ (۲۸) "بُرہان" اسلام اور تصوُف، 192–203، ملخصاً۔ (۲۹) ایضاً، 209، ملخصاً۔ (۳۰) "بہجۃ الأسرار" ذکر فصول من کلامہ مرصّعاً بشيء... إلخ، ص۔ ۹۹ (۳۱) "فتوح الغیب" المقالۃ 48 فیما ینبغي للمؤمن أن یشتغل بہ، ص۔ ۱۱۳ (۳۲) "نفحات الأنس" ابو المکارم رکن الدین علاؤ الدولہ، 388۔ (۳۳) ایضاً، خواجہ قطب الدین مودود چشتی 210۔ (۳٤) "الرسالۃ القشیریۃ" ومنھم أبو یزید طیفور بن عیسی البسطامي، ص۔ ۱۵ (۳۵) "أعلام الھدی وعقیدۃ أرباب التقی" الفصل 8 فی شہادۃ... إلخ، ق۔ 38 (۳٦) "بُرہان" اسلام اور تصوُف، 192، 193 (۳۷) "بُرہان" اسلام اور تصوُف، 198، ملتقطاً۔ (۳۸) "الفتوحات المکّیۃ" الباب ۳۰۳ فی معرفۃ منزل العارف... إلخ، ۵/ ۲۱۔ (۳۹) المرجع نفسہ، الباب 462، ۷/ ۱۱۱ (٤۰) المرجع السابق، الباب 3۵۳ فی معرفۃ منزل ثلاثۃ... إلخ، ۵/ ۳۵۳۔

◆◆◆

ص ۵/ کا بقیہ..........

چھوٹا موٹا کام تو ہے نہیں، اگر یہ کام فاسٹ طریقے سے نہیں انجام دیا جائے گا تو کیسے لاکھوں مسجدوں کو کھودنے کا اتنا بڑا پروگرام کمپلیٹ ہو پائے گا، آخر اس کے بعد مسلمانوں کے گھروں کو بھی تو کھودنا ہے، کیا پتہ وہاں بھی "کوئی" دبا ہوا سسک رہا ہو، اگر سارا وقت صرف "مسجدوں" کی کھودائی میں ہی لگا دیا جائے گا تو مسلم "گھروں" کے نیچے دبے "ہوؤں" کا کیا بنے گا؟ اس لئے میرے خیال سے اب یہ "کورٹ کچہری" اور "تھانہ پولیس" کی "فارملیٹی" چھوڑ کر بے جے پی حکومت کو سیدھا اعلان عام کر دینا چاہئے کہ ایک طرف سے مسجدوں، مدرسوں، مقبروں اور مسلمانوں کے گھروں کو کھودنا شروع کر دو اور ان کے نیچے جس کا جو دبا ہوا ہے نکال لو، یہ تھانہ پولیس، کورٹ کچہری اور جج وکیل میں وقت برباد کرنے سے کیا فائدہ! یوں بھی ہندوستان میں اب ان چیزوں کا کوئی خاص مطلب نہیں رہ گیا ہے، جب مسلمان محض "مسلمان" ہونے کی وجہ سے ہی مجرم ہے تو پھر بلا وجہ "جرم، گناہ" اور "جانچ پڑتال" جیسی باتوں میں وقت برباد کرنا کہاں کی عقل مندی ہے، بلکہ سیدھا "گولی مارو............ کو"

اس وقت کل ملا کر قریب ۱۵/ مساجد و مقابر اور عمارتوں پر مندر ہونے کے معاملات کچہریوں میں زیر سماعت ہیں، جبکہ ہندو سنگٹھنوں کے پاس تین ہزار سے زائد ایسی مساجد و مقابر کی لسٹ تیار ہے جن پر ان کا "مندر" اور "جنم بھوم" ہونے کا دعویٰ ہے، یہ بھی سننے میں آرہا ہے کہ ان کی یہ لسٹ اب ترقی کرتے ہوئے تین ہزار سے بڑھ کر تیس ہزار ہو گئی ہے اور موجودہ حالات کو دیکھتے ہوئے یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ یہ تعداد لاکھوں تک بھی پہنچ سکتی ہے، آخر ترقی کے اس دور میں "کھودائی ابھیان" کی یہ "لسٹ" اتنے ہی پر کیوں سمٹی رہے۔

اس کے بعد ماضی میں اگر کسی کے باپ دادا نے کسی کے باپ دادا کو مارا پیٹا ہو، تو اس کا حساب کتاب اس کے بیٹوں اور پوتوں کو مار پیٹ کر لیا جائے گا، اس سے سب بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ اپنے اپنے حساب سے سب کو باقاعدہ "کام" مل جائے گا اور سب اپنے اپنے "کام" میں مگن ہو جائیں گے، پھر کسی کو اتنی فرصت کہاں کہ کسی اور چیز کے بارے میں سوچ بچار بھی کرے۔

ملک کو ایک بار پھر ہندو مسلم فساد کی آگ میں جھونکنے کی مکمل پلاننگ ہو چکی ہے، اس وقت مساجد و مقابر پر جو دعوے کئے جا رہے ہیں یہ اسی پلاننگ کا ایک اہم حصہ ہے، اگر مسلمانوں نے صبر و سکون کے ساتھ مساجد و مقابر کے سروے کرا بھی دیا تو دوبارہ اور سہ بارہ سروے کرایا جائے گا اور اس انداز سے کرایا جائے گا کہ مسلمان مشتعل ہوں، اگر نہیں ہوں گے تو انھیں اشتعال دِلایا جائے گا، کیوں کہ مقصد سروے نہیں مسلمانوں کو مارنے کاٹنے کا بہانہ تلاش کرنا ہے اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب مسلمان مشتعل ہو کر سڑکوں پر آئیں اور جب وہ سڑکوں پر آئیں گے تو انھیں مارا کاٹا اور گولیوں سے بھونا بھی جائے گا، سپریم کورٹ کو ٹھینگا دکھا کر ان کے گھروں کو بلڈوز بھی کیا جائے گا اور پاکستان سے تار بھی جوڑ دیا جائے گا۔

ہمیں مایوس ہوئے بغیر حوصلہ اور ہوش مندی کے ساتھ اس معاملے کو سپریم کورٹ لے جانا ہوگا، گو کہ یہاں بھی جلد کامیابی کی امید نہیں دکھتی، لیکن اس کے لئے ہمیں یقین محکم اور جہد پیہم سے کام لینا پڑے گا، حقائق اور دلائل کے ساتھ مسلسل سرگرم رہنا ہوگا، ان شاء اللہ الرحمٰن ایک نہ ایک دن باطل کے مکر و فریب کا سینہ ضرور چاک ہوگا اور حق اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ دنیا پر واضح ہو جائے گا۔

◆◆◆

از: بحر العلوم حضرت علامہ عبد المنان اعظمی علیہ الرحمہ*

موجودہ حالات اور مسلمانانِ ہند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمده ونصلي ونسلم على رسوله الكريم، أما بعد!

آج کل دنیا کے مسلمانوں پر عموماً اور ہندستان کے مسلمانوں پر خصوصاً مصائب وآلام کے جو پہاڑ ٹوٹ رہے ہیں، ان کے خلاف ظلم وطغیان کی جو آندھیاں اُٹھ رہی ہیں محتاج بیان نہیں، جب کہ فتنوں سے مقابلے کی ہمت مسلمانوں سے رُخصت ہو چکی ہے اور تاب مقاومت نے دم توڑ دیا ہے اور اُمتِ مرحومہ اب چہار جانب نا اُمیدیوں کے اندھیروں میں گرفتار بھٹک رہی ہے۔ ؎

اسی کشتی کو نہیں تاب تلاطم صد حیف
جس نے رخ پھیر دیئے تھے کبھی طوفانوں کے

قرآن عظیم میں مسلمانوں پر آنے والی مصیبتوں کے اسباب وعلل پر روشنی ڈالی گئی ہے، ارشاد ربانی ہے:

آیت:۱

’’وَمَا أَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَ يَعْفُوا عَنْ كَثِيرٍ۔ (سورۂ شوریٰ:۳۰/۴۲) یعنی تمھیں جو کچھ تکلیفیں پہنچتی ہیں اور آلام ومصائب سے دو چار ہوتے ہو، یہ سب تمہارے کیے کا پھل اور تمہارے اعمال کی شامت ہے اور اللہ تعالیٰ تمہاری بہت ساری کوتاہیوں سے درگزر فرما دیتا ہے۔‘‘

اعمال کی شامت اس درجہ شدید ہوتی ہے کہ آسمانی مدد؛ روک لی جاتی ہے اور درد وکرب میں ڈوبی ہوئی فریادیں بھی باب اجابت سے ٹھکرا دی جاتی ہیں، حدیث شریف میں ہے:

’’الرجل يطيل السفر أشعث أغبر يمد يديه إلى السماء يقول يا رب يا رب ومطعمه حرام ومشربه حرام وملبسه حرام وغذي بالحرام فأنى يستجاب لذلك۔ (صحیح مسلم، باب اسم الصدقة يقع على كل نوع من المعروف: ج۱/۳۲۶/حدیث ۱۶۸۶/سنن ترمذی ۲۴۹/۱۰/حدیث ۲۹۱۵) یعنی پریشان حال پریشان بال خستہ و خراب مسافر، بے قراری میں آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھا کر یا رب یا رب پکارتا ہے، ادھر اس کا کرتوت یہ ہے کہ اس کا کھانا حرام، پینا حرام، لباس حرام اور غذا حرام، ایسی حالت میں اس کی فریاد کیسے سنی جائے گی۔‘‘

دوسری جگہ فرمایا گیا: آیت :۲

’’الٓمٓ ٥ أَحَسِبَ النَّاسُ أَنْ يُتْرَكُوا أَنْ يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ۔ (سورۂ عنکبوت ۲/۱/۲۹) یعنی ایمان لانے کا مطلب یہ نہیں کہ مومن مصائب سے مامون اور حوادث سے محفوظ ہو گیا، خوب سمجھ لو کہ آزمائش کی بھٹیوں میں تپایا جائے گا اور امتحان وابتلا کی کڑی دھوپ سے گزرنا ہوگا۔‘‘

ان ارشادات سے معلوم ہوا کہ مصیبتوں کے نزول کے اسباب، اہلِ اسلام پر دو ہیں، یا تو قوم مسلم کی آزمائش اور امتحان مقصود ہے یا پھر وہ ان کی غلط حرکتوں کی سزا ہے، جس کی حکمت یہ تھی کہ مسلمان کلمہ کو جادو کی لکڑی نہ تصور کرے کہ جس کے پڑھتے ہی تمام مصائب سے نجات کا سرٹیفکٹ حاصل ہو جائے گا اور جملہ آرام وآسائش کا پرمٹ دست یاب ہو جائے گا، بلکہ یہ عین ممکن ہے کہ ابتلا وآزمائش میں اضافہ ہو اور ہر طرف سے اہل دنیا کی مخالفتوں کا سامنا ہو ؎

یہ شہادت گہ اُلفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

اس لیے مصائب میں پڑ کر مسلمان کو ہمت نہیں ہارنی

چاہیے، حوصلے نہیں چھوڑنا چاہیے، طوفانوں کا مردانہ وار مقابلہ کرے اور حوادث کی بھٹی سے اسلام کا جھنڈا ہاتھ میں لیے کندن بن کر باہر آئے، تب ان شاء اللہ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ (تم ہی سر بلند ہو) کا جلوہ تمہارے سامنے ہوگا اور تب معلوم ہوگا کہ ''چلا جاتا ہوں ہنستا کھیلتا موج حوادث سے، اگر آسانیاں ہوں زندگی دُشوار ہوجائے'' کا مطلب کیا ہے؟ اور یہ بھی ممکن ہے کہ مصائب تمہارے برے کرتوت کی سزا ہوں، اس وقت بھی خدا کی رحمت سے مایوس نہ ہونا چاہیے، اللہ ہی کی بارگاہ میں لوٹو، اس سے توبہ واستغفار کرو، روؤ، گڑگڑاؤ اور اپنے اعمال پر نظر ثانی کرو، برائیوں سے باز آؤ اور نیکیوں پر عمل کرو تو اللہ تعالیٰ تمہارے دن پھیر دے گا اور زندگی کی مسکراہٹیں تمہارا استقبال کریں گی۔

آیت : ۳

''وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّ اٰخَرَ سَيِّئًا عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ (سورۂ توبہ ۱۰۲/ ۹) یعنی اور ایسے اعتراف کرنے والے جنھوں نے نیک و بد دونوں ہی قسم کے اعمال کیے، اللہ ان کی توبہ قبول کرے گا، وہ تو بڑا ہی توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔''

تو ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ مسلمان خدائے پاک کی بارگاہ میں توبہ واستغفار کرتا، اپنے اعمال کی اصلاح کرتا اور جرات و استقلال سے حوادث کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ان کا مقابلہ کرتا لیکن ہو یہ رہا ہے کہ بھیمڑی (مہاراشٹر) سے ہمارے ایک عزیز تحریر فرماتے ہیں (حالاں کہ اس بار پورے ضلع تھانہ میں فساد کا کوئی اثر نہ تھا):

''ادھر کے بہت سارے لوگ تو گم راہ ہورہے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ، جانیں جارہی ہیں، ہماری ماؤں اور بہنوں کی عزتیں لوٹی جارہی ہیں اور ہم پر نہ جانے کس کس طرح کے مظالم ڈھائے جارہے ہیں جس کو ہم سوچ بھی نہیں سکتے تھے، پھر بھی اللہ کی مدد نازل نہیں ہورہی ہے۔''

یہ ہے (الٓمّٓ ۔ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْا اَنْ يَّقُوْلُوْا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ) کے خلاف کنارہ پر کھڑے ہو کر تماشا دیکھنے والوں کا ردعمل!

ماہ نامہ افکار ملی نئی دہلی، شمارہ مارچ ۹۳ رصفحہ ۲۸ رنقطہ نظر کے عنوان سے رقم طراز ہے:

''مسلمانوں سے کہا جاتا ہے کہ یہ سب تمہاری بداعمالیوں کا نتیجہ ہے، بلاشک وشبہ مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی ہے؛ لیکن یہ رویہ اس سے زیادہ کچھ نہیں کرتا کہ مسلمانوں کو ذہنی طور پر ظلم سہنے کے لیے تیار کردیتا ہے، اتنا کہہ دینے سے کہ یہ سب ہماری بداعمالیوں کا نتیجہ ہے، ان ظالموں کے ظلم کو جواز فراہم کرسکتا ؟ شاید مسلمان کی اس سے کچھ بھلائی نہ ہو۔''

یہ ہے ارشادِ الٰہی مَا اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ پر ہمارے ایک مبصر کا تبصرہ! حالاں کہ ان آیات کے مضمرات پر غور کیا جاتا اور ان کے مقتضیات پر عمل درآمد ہوتا تو ہماری غفلت اور بے بسی کا یہ عالم نہ ہوتا، جس میں آج پوری قوم مبتلا ہے۔ کلمہ پڑھ کر ہم اس درجہ مطمئن ہوگئے ہیں کہ ہزار فتنے برپا ہوں، قیامتیں ٹوٹیں، ہم جگنے کا نام ہی نہیں لیتے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے موت سے شرط باندھ لی ہو!

اگر ان آیات سے ہم نے کچھ سبق لیا ہوتا تو موجودہ حالات میں ہم سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہوتے، گناہوں سے توبہ کرتے اور اپنے اعمال کا جائزہ لے کر ان کی اصلاح کرتے اور حالات سے نبرد آزما ہونے کا حوصلہ پیدا کرتے، مثلاً ہم اپنے مصارف زندگی کے چارٹ پر نظر کرتے اور اس میں سے تفریحی مد کو یک لخت موقوف کرتے، سوسائٹی مینٹین کرنے اور معیارِ زندگی بنانے والی مد کو کم از کم حالات سدھرنے تک ملتوی کرتے بلکہ اپنی ضروریات زندگی کے خانے میں بھی کٹوتی کرتے کہ جس کی بستیاں اُجاڑی جارہی ہوں، گھر جل رہے ہوں، عزت وآبرو نیلامی پر چڑھا دی گئی ہو، یتیم بچے اور بے سہارا عورتیں زندگی کی راہ میں بھٹک رہی ہوں، اسے مسکرانے کا کیا حق ہے؟ بناؤ سنگار کی کیا ضرورت ہے؟ بلکہ تنہا اپنی زندگی کی آسودگی کا کیا سوال

ہے؟ اور اس مجموعی رقم سے قوم کی زندگی کے وہ رخنے مسدود کیے جاتے، کوتاہیاں دور کی جاتیں اور کھائیاں پاٹی جاتیں، جن کی وجہ سے مسلمان بھارت میں دوسرے نمبر کا شہری بھی نہیں رہ گیا ہے؛ لیکن ہوا یہ کہ نہ ہماری تفریح ختم ہوئی، نہ خدا کی طرف رجوع ہونے کا خیال آیا، نہ اصلاح اعمال کی ضرورت محسوس کی گئی!

سنا گیا ہے کہ ممبئی میں کرفیو کی تکلیف دہ بندش اور تنہائی کی مصیبت کاٹنے کے لیے عام طور سے ٹیلی ویژن اور ویڈیو فلم کیسٹ کا سہارا لیا گیا اور آزادی ہند کے بعد ہر فساد کے موقع پر یہ بھی سننے میں آتا ہے کہ فساد کے بعد ریلیف کی دُکان لگانے والوں میں بہتوں نے صرف اپنی دُکان سجائی، جانب داری اور عصبیت سے کام لیا اور اصل حاجت مند محروم ہی رہ گئے، جب کہ اسلامی تاریخ کی روایت اس طرح ہے۔

○ شہزادی رسول حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے اوقات نہایت تکلیف سے گزرتے تھے، انھیں معلوم ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں کچھ باندیاں اور غلام آئے ہیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مشورہ بلکہ حکم سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں، ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہاتھ کے گھٹے، کندھے کے نیل دکھائے جو چکی پینے اور پانی بھرنے کی وجہ سے پڑ گئے تھے اور ایک خدمت گار کی درخواست کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہوا تو شام کو آپ فاطمہ زہرا کے گھر تشریف لے گئے اور فرمایا:

"جان پدر! تم خدمت گار کے لیے میرے پاس گئی تھیں، لیکن محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنے گھر والوں کے لیے اس وقت تک کچھ نہیں کرسکتا جب تک کہ اُحد کے یتیموں کا انتظام نہ کرلے۔"

○ قحط الرماد کے زمانے میں ایک دیہاتی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، دسترخوان پر دیہاتی نے غیر معمولی دل چسپی سے زیتون کا تیل استعمال کیا، تو حضرت عمر فاروق نے دیہاتی سے دریافت کیا: برادر! تمھیں بہت دنوں سے زیتون کا تیل نہیں ملا ہے کیا؟ دیہاتی نے عرض کی: امیر المومنین! آپ کو کیا معلوم کہ ہم غریب کس مصیبت میں گرفتار ہیں، آپ نے اعلان فرمایا کہ جب تک ملک کے تمام باشندوں کو باافراط زیتون کا تیل فراہم نہیں ہوتا، میں بھی زیتون کا تیل استعمال نہیں کروں گا! تیل چھوڑنے سے آپ کے شکم میں درد رہنے لگا، آپ شکم کو ہاتھ سے تھپتھپاتے اور فرماتے: تو دکھے یا ٹھیک رہے سب کو بافراغت زیتون کا تیل ملنے سے پہلے تجھے تیل نہیں مل سکتا۔

○ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا رضی اللہ عنہ صائم النہار (یعنی دن بھر روزہ دار رہنے والے) تھے، چند لقموں سے سحری کرتے، شام کو افطار کے لیے کھانا سامنے رکھا جاتا، کبھی ایک دو لقمہ اُٹھا لیتے اور کبھی وہ بھی نہیں، آپ کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگتے اور آپ فرماتے: کھانا لے جاؤ، خادم عرض کرتا: مخدوم نے سحری بھی قاعدے سے نہیں کی، اب افطاری بھی نہیں کریں گے تو صحت کیسے بحال رہے گی؟ آپ فرماتے: اتنے غربا و مساکین جن کے کھانے پہنے اور رہنے کا کوئی ٹھکانا نہیں، دُکان کے چبوتروں، سڑک کے کناروں، درختوں یا کھلے آسمانوں کے نیچے بھوکے پیاسے سو جاتے ہیں، ایسی حالت میں مجھے کھانا اچھا لگے گا؟ دسترخوان بڑھاؤ اور کھانا لے جا کر ضرورت مندوں کو دے دو۔ ؎

بنی آدم اعضائے یک دیگر اند
کہ در آفرینش ز یک جوہر اند
چوں عضو بدرد آورد روزگار
دگر عضوہا را نماند قرار

یعنی اولاد آدم کا آپس میں وہی علاقہ ہے جیسا کہ ان کے اعضا کو ایک دوسرے سے تعلق ہے؛ کیوں کہ سب کی تخلیق ایک جوہر سے ہی ہوئی ہے، جب ایک عضو کو زمانہ ستاتا ہے تو دوسرے اعضا بھی بے چین ہو جاتے ہیں۔

المختصر! اپنی بدحالی کا کتنا ماتم کیا جائے، اب تو یہ انداز ہوتا ہے کہ یہ ماتم ہی ہمارا حصہ ہیں، فی الوقت یہ سوچنا ہے کہ مسلمان کیا کریں؟ ع

چیست یارانِ طریقت بعد ازیں تدبیر ما

توحالات کے سدھارنے کے دوفارمولے اس وقت پیش نظر ہیں:
(۱) ایک تو وہ کہ جس کا مطالبہ عرصے سے سنگھ پریوار مسلمانوں سے کررہا ہے، جس کے لیے کبھی تو بھارتیہ کرن کا نعرہ لگایا جاتا ہے اور کبھی قومی دھارے میں شمولیت کی بات کہی جاتی ہے، تو کبھی یکساں سول کوڈ کا قضیہ کھڑا کیا جاتا ہے اور کبھی محمدی ہندو کی اصطلاح بولی جاتی ہے......
(۲) اور دوسرا فارمولہ وہی ہے جس کی طرف مذکورہ بالا آیات الٰہی میں اشارہ کیا گیا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ رجوع الی اللہ، اصلاح اعمال اور حالات کا مردانہ وار مقابلہ ؎

حدیث بے خبراں ہے تو با زمانہ بساز
زمانہ با تو نہ سازد تو با زمانہ ستیز

جہاں تک پہلے فارمولے کا تعلق ہے تو عوام کا حافظہ کمزور ہوتا ہے، ورنہ آزادیٔ ہند کی تاریخ ہی شہادت دیتی ہے کہ ہندوستانی مسلمان صدق دل سے ایک بار اس فارمولے پر عمل پیرا ہو چکے ہیں اور یہ فارمولہ بری طرح ناکام ہو چکا ہے، متعدد ہندوانہ مراسم قبول کر لینے کے بعد بھی مسلم اقلیت کی جان بخشی نہ ہوئی، مظالم میں کوئی کمی نہ ہوئی جس کا نتیجہ تقسیم ہند تک دراز ہوا، چنانچہ خلافت کمیٹی کے عہد شباب اور سمپورنانند کے زمانے کی ایک رپورٹ ہے، اس وقت محض برائے نام مسلمان لیڈر اور مولویوں نے ایک سے ایک جدید فرقہ بنایا ہے، ان کے متعلق اب تک اخبارات اور رسائل اشتہارات ومشاہدات ومسموعات سے مندرجہ ذیل امور معلوم ہوئے ہیں:
(۱) منبر پر ہندوؤں سے لیکچر دلوائے گئے۔
(۲) بعض لیڈروں نے جن کو مولوی کا بھی خطاب دے دیا گیا ہے، اپنے ماتھوں پر ہندوؤں سے ٹیکے لگوائے ہیں اور کہتے ہیں قشقہ شعار کفر ومنافی اسلام نہیں۔
(۳) پارٹی مذکور کے اس مولانا نے ''ہمدم'' لکھنؤ میں چھاپ دیا ہے کہ ہماری جماعت ایک ایسا مذہب بنانے کی فکر میں ہے جو ہندو مسلم کا امتیاز اُٹھا دے گا اور سنگم وپریاگ کو مقدس مقام بنا دے گا۔
(۴) پارٹی کے اس مولانا مذکور نے شائع کیا کہ اگر آج تم نے ہندو بھائی کو راضی کر لیا تو اپنے خدا کو راضی کروگے۔
(۵) ایک ہندو کی ٹٹی (ٹٹر) [غارتھی] اپنے کاندھوں پر اٹھا کر اس کی بے پکارتے ہوئے مرگھٹ تک لے گئے۔
(۶) ایک بت اُٹھایا گیا، اس کے ساتھ سروپا برہنہ جے پکارتے ہوئے سڑکوں پر گشت کیا گیا۔
(۷) مرنے والے کے ماتم میں سروپا برہنہ مسجد میں جمع ہوئے، اس کے لیے دعائے مغفرت اور نماز کے لیے اشتہار دیئے اور اس پر کاربند ہوئے، اس کے ماتم میں مسجدیں بے چراغ رکھی گئیں۔
(۸): ایک لیڈر کے حکم سے ایک ڈولا سجایا گیا، اس میں قرآن مجید، بائبل اور رامائن رکھ کر ان کی پوجا کراتے مندر میں لے گئے۔
(۹) مشرکین کے ساتھ مواخات وموالات (یعنی رشتۂ محبت و بھائی چارگی) قائم کر کے بعض شعارِ کفر اختیار اور بعض شعارِ اسلام چھوڑے گئے۔ (ملخصاً)

(فتاویٰ رضویہ، امام اہلسنت اعلیٰ حضرت، جلد ششم، صفحہ ۸۳-۸۲/از اعلیٰ حضرت۔ النور مصنفہ مولانا سید سلیمان اشرف پروفیسر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ)

پس جب یہ نسخہ ایک بار آزمایا جا چکا ہے اور اس کا کوئی فائدہ مسلم اقلیت کو حاصل نہ ہو سکا تو اب دوبارہ اسی کو آزمانا عبث اور لاحاصل ہے۔ ع

من جرب المجرب حلت به الندامة

یعنی آزمائے ہوئے کو آزمانا باعث ندامت وشرمندگی ہے۔
مسلمانوں کے لیے موجودہ صورتِ حال میں صرف وہی قرآنی نسخہ مفید ہے جس کی طرف سطور بالا میں اشارہ کیا گیا، رجوع الی اللہ، اصلاح اعمال، عزم واستقلال کے ساتھ حوادث سے مقابلے کا حوصلہ اور ہر معاملہ میں اللہ تعالیٰ پر کامل بھروسا ؎

این نمی گویم کہ ترک کار کن
کار کن وتکیہ بر جبار کن

یعنی میں نہیں کہتا کہ کام چھوڑ کر بیٹھ رہو، کام کرو اور بھروسا

خدائے جبار پر رکھو۔

حوادث سے مقابلہ کی تدبیروں کی ایک گونہ تفصیل ضروری ہے:

(۱) اسلامی و قومی بنگ کاری! جس کی تفصیلات علمائے کرام اور ماہرین اقتصادیات کے اشتراک سے طے کی جائیں، جس کے ذریعہ اپنی کاتاہیوں کا ازالہ ہو، مثلاً اگر مسلمان قوم جدید تعلیم میں بہت پچھڑی ہوئی ہے تو اس کی اصلاح کے لیے جگہ جگہ تعلیمی ادارے قائم کیے جائیں اور مسلمانوں کے لیے تو بڑی آسانی یہ ہے کہ ان کے دینی تعلیمی ادارے ہر جگہ کامیابی سے چل رہے ہیں، وہی اپنے وسائل سے دینی تعلیم کے ساتھ دنیاوی تعلیم کا انتظام کریں یا اس کے لیے علاحدہ مسلم ادارے قائم کریں، اگر مسلمانوں کی اقتصادی حالت ردی ہے تو قومی سرمایہ سے ذی صلاحیت لوگوں کو قرضے دیئے جائیں، یوں ہی دیگر کمیوں کے سلسلے میں بھی غور و فکر کے بعد لائحہ عمل مرتب کیا جا سکتا ہے۔

(۲) مسلم کش فسادات کی مضرتوں سے قوم کو محفوظ رکھنے کے لیے مندرجہ ذیل اقدامات مفید ہوں گے:

(الف) اکثریت کے دل و دماغ میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جو شکوک و شبہات پیدا کر دیئے گئے ہیں، ان کے ازالے کے لیے ہندی زبان میں ایسے لٹریچر کی تیاری، جن سے وہ شکوک و شبہات دور ہو سکیں؛ کیوں کہ ہندوستان میں کثیر تعداد ایسے صلح پسند ہندو حضرات کی ہے جو بھارت کو بہت ساری قوموں مذہبی اکائیوں اور جاتیوں کی آبادی تصور کرتے ہیں اور اسی رنگا رنگی کو بھارت کی شوبھا قرار دیتے ہیں۔ بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں جو وقتی طور پر بھڑکاوے میں آجاتے ہیں، ان کو یہ بتانے کی ضرورت ہے کہ مسلم قوم آپ کی ایک اچھی ہم سایہ اور ہم وطن جماعت ہے (اس سے مل جل کر رہنے ہی میں بھلائی ہے)

(ب) بھارت کے مسلسل مسلم کش فسادات میں یہ بات بالکل کھل کر سامنے آگئی ہے کہ ان میں نقصانات سب سے زیادہ ان لوگوں کے ہوئے ہیں جو مسلم آبادیوں سے دور یا دو چار کی تعداد میں بالکل الگ تھلگ پڑے ہوتے ہیں؛ اس لیے ایسے لوگوں کو ایسے مخدوش علاقوں سے نقل مکانی کر کے مسلم آبادی والے علاقوں میں بس جانا چاہیے، یہ بات نہ تو بھارت کے قانون کے خلاف ہے، نہ معاشرتی لحاظ سے غیر مناسب، نہ ہندو دھرم کے خلاف ہے، نہ اسلام نے اس سے منع کیا ہے۔

قانونی پوزیشن تو یہ ہے کہ بھارت کا ہر شہری ملک کے جس علاقے میں چاہے اپنی سہولت کے لحاظ سے بود و باش اختیار کر سکتا ہے اور جس خطے میں اس کے لیے آسانی ہو اپنی روزی فراہم کر سکتا ہے، معاشرتی حیثیت یہ ہے کہ آج بھارت کی ہر چھوٹی بڑی آبادی میں مختلف قومیتوں، مذہبی اکائیوں، مختلف برادریوں اور پیشہ وروں کی ایک جاتی آبادیاں ملیں گی؛ کیوں کہ معاشرتی لحاظ سے ہر شخص اپنے مناسب ماحول میں ہی زندگی گزارنا ضروری سمجھتا ہے۔

ہندو مذہب کے اعتبار سے یوں کہ اس میں چھوت چھات کی جو مذہبی بندشیں ہیں، اس کو دیکھتے ہوئے یہی زیادہ آسان ہے کہ سب الگ الگ ہی رہیں، رہ گیا اسلام تو اس کا فرمان ہے:

"اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا۔ (سورۂ نساء ۹۷ / ۴) عزت و آبرو اور دین و دنیا کے ساتھ کہیں قیام ممکن نہ ہو تو ایسی جگہ منتقل ہو جاؤ جہاں اس کا خطرہ نہ ہو۔"

ایک محلے میں خطرہ ہو تو ایسے محلے میں چلے جاؤ جہاں محفوظ رہو اور ایک شہر میں حفاظت نہ ہو تو ایسے شہر میں چلے جاؤ جہاں جان و مال محفوظ ہوں، بلکہ ہم تو یہ دیکھتے ہیں کہ فسادات کے وقت عوام بطور خود اور کبھی عوام اور گورنمنٹ دونوں مل کر مخدوش علاقوں سے لوگوں کو نکال کر محفوظ علاقوں میں پہنچاتے ہیں۔ ہمارا کہنا یہ ہے کہ جو کام وقتاً فوقتاً مجبوراً کرنا پڑتا ہے، مسلمان پہلے ہی سے کہیں سکونت اختیار کرنے میں دوسری ترجیحات کے ساتھ جان و مال، عزت و آبرو کی حفاظت کو بھی ایک ترجیحی ضرورت کیوں نہ قرار دیں۔

یہاں ایک سوال کیا جاتا ہے کہ اس طرح مسلمانوں کو تو ایک محفوظ پاکٹ مل جاتا ہے، لیکن ان غیر مسلموں کا کیا ہوگا جو اکا دکا ان محفوظ علاقوں میں آباد ہیں، اس کا جواب یہ ہے کہ ایسے بے

گناہوں سے انتقام لینا جو فساد میں ملوث نہ ہوں نہایت درجہ کی بزدلی، کم ہمتی اور کمینگی ہے، ایسے علاقوں کو عملاً ایسا ہی بنانا ہوگا کہ وہاں کا ہر باشندہ اپنی جان و مال، عزت و آبرو کی طرف سے بے خوف ہو اور اس میں مذہب و ملت کی کوئی تفریق نہ ہو۔

(ج) ان بھیانک فسادوں میں یہ تجربہ بھی ہوا ہے کہ ہر جگہ مسلم محلوں کے اندر گھس کر ان کی تباہی و بربادی کا زور کرفیو کے درمیان ہوتا ہے کہ فسادی کرفیو کی چھتر چھایا میں مسلم محلوں میں اندر بہت دور تک ظلم و بربریت کا ننگا ناچ ناچتے ہیں۔ سنا ہے کہ ان سے بچنے کے لیے مختلف شہروں میں اقلیتوں نے اپنی گلیوں میں بڑے بڑے آہنی پھاٹک لگوا لیے ہیں جنھیں وقت ضرورت بند کیا جا سکے، ہم اس کی بھی تائید کرتے ہیں کہ یہ اور اس قسم کی حفاظتی تدابیر قبل از وقت ہی مکمل رہنی چاہئیں، خدانخواستہ کبھی فساد کا موقع آئے تو نقصانات کم سے کم ہوں۔

(د) فسادات کے دوران اسپتالوں میں مسلم مریضوں سے بے توجہی اور سوتیلے پن کا برتاؤ ہوتا ہے، اس کے لیے آئینی طور پر جدوجہد کرنی چاہیے اور اس قسم کے محفوظ علاقوں میں اعلیٰ قسم کے قومی اسپتال بھی ہونے چاہئیں تاکہ ہنگامی دور میں مریض غلط برتاؤ کا شکار نہ ہو سکے، آخر وقت پڑنے پر پرائیویٹ ذرائع سے اس قسم کی ضرورتیں پوری کی جاتی ہیں تو وقت سے پہلے ایسے انتظام میں کیا حرج ہے۔

(۳) ان علاقوں میں ضروریات زندگی کے مختلف مراکز قائم کیے جائیں جو فساد اور امن دونوں ہی زمانوں میں بلا امتیاز مذہب و ملت سب کی ضرورتوں کی اشیا فراہم کریں۔

(۴) ہر جگہ جوانوں پر مشتمل ورزشی دستے ترتیب دیئے جائیں جو پریڈ اور مشق کریں کہ دفاع بلکہ جان بچا کر بھاگنے کے لیے صحت اور توانائی بے حد ضروری ہے، غور و فکر کرنے سے اس قسم کے اور آئٹم بھی نکل سکتے ہیں، ان سب پر کام کرنے اور ان کے لیے ذرائع فراہم کرنے کی ضرورت ہے۔

مذکورہ بالا پہلوؤں پر مقامی طور سے تھوڑا تھوڑا کام جگہ جگہ ہوا ہے، ضرورت اس بات کی ہے کہ پوری منصوبہ بندی اور تندہی سے یہ امور انجام دیئے جائیں، کیوں کہ ابتدا میں ایسا خیال ہوتا تھا کہ فرقہ پرستی کا جنون ایک مرض ہے جس سے تھوڑے ہی دنوں میں بھارت کو نجات ملے گی اور امن و صلح کا سویرا جگمگائے گا، لیکن اب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ فرقہ پرستی اب بہت سارے لوگوں کی خمیر میں داخل ہوگئی ہے؛ اس لیے اس کی مضرتوں سے حفاظت کی تدبیر بھی مستقل اور ہندوستان گیر ہونی چاہیے، وما علینا الا البلاغ المبین۔

◆◆◆

ص ۴۲ کا بقیہ

استاذ زمن علامہ حسن رضا بریلوی اپنے مصرعِ اولیٰ میں اپنے آپ سے کہتے ہیں اے حسنؔ اب وصالِ مقدس کی تاریخ عرض کر، تاکہ پورے شعر سے دل کی مراد حاصل ہو جائے، پھر اپنے دوسرے مصرع میں مادۂ وصال کی تخریج یوں فرماتے ہیں کہ ع

اچھے میاں نے اٹھ کر گلے سے لگا لیا

---۴۸۰ + ۸۴۴---۲۴ ۱۳ھ

استاذ زمن علامہ حسن رضا بریلوی مرشد اعلیٰ حضرت، پیر کامل حضرت سیّد شاہ آلِ رسول مارہروی علیہ الرحمہ کے وصالِ پُرملال پر تاریخی قطعات کچھ اس طرح لکھتے ہیں جو درج ذیل ہیں۔

عالم وصال حضرت آلِ رسول سے
سوز غم فراق میں سینہ کباب ہے
تو عرض کر وصال کی تاریخ اے حسنؔ
آغوشِ مصطفیٰ میں مقامِ جناب ہے

..........۱۸۷۹ء..........

حضرت سید شاہ آلِ رسول احمدی رحمۃ اللہ کے وصالِ پرملال پر استاذ زمن علامہ حسنؔ بہت زیادہ ملول (غمزدہ) تھے، مصرعِ اوّل میں کہتے ہیں کہ جدائی کے غم میں سینہ جل کر کباب ہوا ہے، پھر اپنے آخری مصرع سے مادۂ وصال کی تخریج یوں فرمائی۔

آغوشِ مصطفیٰ میں مقامِ جناب ہے

............۱۸۷۹ء............

◆◆◆

(از: مولانا خلیل احمد فیضانی*

مسلمانو! جذبات کی دنیا سے باہر آؤ

احوال قوم وملت

وطن عزیز کی فضا مسموم ہو چکی ہے، باد مخالف کی تندی سے کوئی آشیانہ محفوظ نہیں ہے، عیار اور شاطر افراد اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل میں مسلم قوم کا مسلسل استحصال اور استیصال کر رہے ہیں۔ علمی، سیاسی اور شعوری لیول پر ہماری سطحیت عیاں ہے۔ حریف طبقہ ایک جٹ ہو کر اپنے مشن میں مصروف ہے جب کہ ہمارا شیرازہ حالات کی اس قدر نازکی کے باوصف منتشر ہے۔ یہ زمینی سچائی ہے کہ ہم لوگ جذباتی واقع ہوئے ہیں اور اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ جذبات کی عمر بہت مختصر ہوتی ہے اور یہ بہت بڑی پروبلم ہے کہ مسلم قوم جذبات کی رو میں بنسبت غیر مسلم اقوام کے بہت جلدی بہہ جاتی ہے۔

مذہب کے نام پر ان کے دماغ کو ہائی جیک کرنا ارباب سیاست کے لیے کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ جذباتی نعرے اور جذباتیت سے بھری وقتی قیادتیں وقتی طور پر تو بھیڑ جمع کر سکتی ہیں مگر بڑے مشن کو سر کرنے کے لیے محض جذبات قطعی طور پر کار آمد نہیں ہوتے ہیں بلکہ جذبات کے ساتھ سنجیدگی، صبر اور استقلال واستقامت بھی بڑے ہدف کی تکمیل کے لیے خشت اوّل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ مشہور سیاست داں شیخ رشید، راولپنڈی کے استاذ جناب سورش کاشمیری لکھتے ہیں:

''مسلمانوں کا حال یہ تھا کہ وہ ہر سیاسی تنظیم اور ہر سیاسی تحریک میں جذبات کی مخلوق رہے، ان کی صحیح سیاسی تربیت بہت کم ہوئی تھی، وہ بعجلت اکٹھا ہوتے اور بسرعت بکھر جاتے، انہوں نے مدت سے سوچنا ترک کر دیا تھا، وہ تاریخ سے زیادہ سیاست کے اور سیاست سے زیادہ صحافت کے کھلاڑی رہے، انہیں نصب العین سے کم اور نعروں سے زیادہ دل چسپی رہی، انہوں نے اصولوں سے زیادہ شخصیتوں پر انحصار کیا، ہمارا کٹر حریف طبقہ اور بظاہر ہماری خیر چاہنے والا سیکولر طبقہ بھی اچھی طرح جان چکا ہے کہ مسلمان ایک جذباتی قوم ہے، اس کے جذبات کا مس یوز کر کے ہم اپنی سیاست کو بڑی آسانی سے چمکا سکتے ہیں اور نیا رنگ دے سکتے ہیں۔ بظاہر وہ خیر سگالی کا اظہار کرتے ہیں مگر پس پردہ ان کے ارادے بھیانک اور خطرناک ہوتے ہیں۔''

مولانا یٰس اختر مصباحی صاحب رقم طراز ہیں:

''ایک مسلم لیڈر نے کئی بار مجھ سے بیان کیا کہ میں نے" بہوگنا صاحب" سابق مرکزی وزیر وسابق وزیر اعلیٰ اتر پردیش سے ایک دفعہ پوچھا: مسلم سیاست سے آپ کو اتنی گہری واقفیت کیسے ہے اور مسلمانوں کی نفسیات سمجھنے میں آپ کو اتنی مہارت کیسے حاصل ہوگئی کہ اتر پردیش کے مسلمان آپ سے اتنے بڑے پیمانے پر جڑے ہوئے ہیں اور جذباتی انداز سے آپ کو ووٹ اور سپورٹ دینے میں لگے ہیں؟ بہوگنا نے کہا: بھائی سنو! تقسیم ہند سے پہلے کی بات ہے، جب کانگریس اور مسلم لیگ کے درمیان الیکشن ہوا تھا اور اس الیکشن میں مسلمانانِ ہند کو یہ فیصلہ کرنا تھا کہ وہ ہندوستان ہی میں رہنا چاہتے ہیں یا اس کا کچھ حصہ لے کر اپنا ایک الگ ملک بنانا چاہتے ہیں، اسی الیکشن کے سلسلے میں گھنٹہ گھر الہ آباد" کے سامنے کانگریس کی طرف سے ایک بڑا جلسہ ہوا، جس کے مقرر خصوصی" پنڈت جواہر لال نہرو" تھے، پنڈت نہرو نے اپنی تقریر میں مسلمانوں کے تجارتی وہ اقتصادی و معاشی امور ومسائل پر اپنی تقریر میں تفصیل کے ساتھ اظہار خیال کرتے ہوئے انہیں یقین دلایا کہ ہندوستان میں نہ صرف یہ کہ ان کا مستقبل محفوظ رہے گا بلکہ ان کے مفادات

* مضمون نگار دار العلوم فیضان اشفاق جودھ پور راجستھان کے استاذ ہیں۔

بھی محفوظ رہیں گے اور ان کے حق میں بہتر یہی ہے کہ وہ ہندوستان میں رہنے کو ترجیح دیں اور کانگریسی امیدواروں کو کامیاب بنائیں۔

پنڈت نہرو کی اس تقریر سے مسلمانوں کا ایک بڑا طبقہ متأثر ہو گیا اور پانسہ پلٹنے کے آثار نظر آنے لگے، مسلم لیگی کیمپ میں تشویش واضطراب کی کیفیت پیدا ہونے لگی، جس کے بعد سر برآوردہ لیگیوں کو بھی سمجھ میں آنے لگا کہ پنڈت نہرو کی ٹکر کا کوئی چوٹی کا لیڈر اگر "الہ آباد" نہیں آیا تو حالات کنٹرول سے باہر ہو جائیں گے اور لیگ کو شکست سے دو چار ہونا پڑ سکتا ہے، بالآخر سب نے مل جل کر طے کیا کہ گھنٹہ گھر الہ آباد کے اسی میدان میں مسلم لیگ کا جلسہ کیا جائے جہاں کانگریسی جلسہ ہوا تھا اور اس جلسے میں خصوصی طور سے نواب زادہ لیاقت علی خان کو مدعو کیا جائے، چنانچہ لیاقت علی خان اس جلسے میں شریک ہوئے اور انہوں نے اپنی تقریر کے دوران ایک ہاتھ میں قرآن شریف اور دوسرے ہاتھ میں ایک روٹی لے کر دونوں ہاتھ کو اوپر بلند کرتے ہوئے نہایت جذباتی انداز میں حاضرین جلسہ سے سوال کیا، آپ کو قرآن چاہیے یا روٹی چاہیے؟ مجمع نے بے قابو ہوتے ہوئے بے ساختہ اور بیک زبان کہا کہ ہمیں قرآن چاہیے، اس جواب کو سنتے ہی لیاقت علی خان نے حاضرین وسامعین سے کہا کہ جنہیں قرآن چاہیے، وہ مسلم لیگ کو ووٹ دیں اور جنہیں روٹی چاہیے وہ کانگرس کی طرف جائیں، نواب زادہ لیاقت علی خان کی تقریر نے حالات کا رخ موڑ دیا، کانگریس کی طرف جانے والے مسلمان مسلم لیگ کی طرف واپس پلٹ آئے اور انہوں نے الیکشن میں لیگی امیدوار کو کامیاب بنا دیا۔

یہ چشم دید واقعہ سنانے کے بعد "بہوگنا" نے کہا کہ یہ سب کچھ میرے سامنے ہوا، میں اس وقت الہ آباد یونیورسٹی کا اسٹوڈنٹ اور یونین کا لیڈر تھا، دونوں جلسوں میں بذات خود شریک تھا اور ان جلسوں کے ذریعہ مسلمانوں کے جذبات نفسیات کا مطالعہ کر کے میں نے جو نتیجہ نکالا وہ یہ تھا کہ مسلمان ایک جذباتی قوم ہے اور قرآن دکھا کر اسے جس طرف چاہو ادھر موڑ دو اور اس سے جو کام چاہو وہ کروا لو، روٹی کی اسے کوئی فکر نہیں، دوسرے الفاظ میں اس کا مطلب یہ ہے کہ مذہب کے نام پر وہ اتنا دیوانہ ہو جاتا ہے کہ دنیاوی مفادات سے یکسر غافل ہو جاتا ہے۔ بس یہیں سے میری مسلم نواز سیاست کا آغاز سمجھیے۔

گویا بہوگنا کے کہنے کا مطلب ہے کہ مذہب کے تحفظ، اسلام کے تحفظ، اردو کے تحفظ اور مساجد و مدارس کے تحفظ کے نام پر مسلمانوں کا جتنا استحصال مجھ سے ممکن ہو سکا وہ میں نے کیا اور میرے جیسے دوسرے مسلم نواز لیڈر بھی آئندہ ایسا ہی کرتے رہیں گے، مسلمان اسی طرح کے جذباتی نعروں کے پیچھے دوڑتے اور بیوقوف بنتے رہیں گے۔ جس کا ایک نمونہ مسئلہ بابری مسجد ہے، جس کے پس پردہ نام نہاد سیکولر پارٹیوں اور اس کے چرب زبان لیڈروں کی منافقت واستحصال پسندی کا چہرہ صاف عیاں ہے۔'' (نقوش فکر، ص 60-62)

مسلمان اگر سمجھ دار اور جذبات کی دنیا سے نکل کر سوچنے والا ہوتا تو مذکورہ لیڈر کے غیر دانش مندانہ سوال کا برملا یہ جواب دیتا کہ ہمیں دین بھی چاہیے اور دنیا بھی چاہیے، قرآن بھی چاہیے اور روٹی بھی چاہیے، علم بھی چاہیے اور تجارت بھی چاہیے، اگر ہم جذبات کی سطحی دنیا سے نکل کر اپنے اندر جینے کا شعور بیدار کرتے اور اپنی عظمت رفتہ کی بازیابی اور بحالی کے لیے سنجیدہ کاوشیں کرتے تو آج حالات کا زاویہ یہ نہیں ہوتا۔

◆◆◆

قارئین کرام توجہ فرمائیں

ادارہ ہر ماہ پابندی کے ساتھ آپ کو رسالہ بھیجتا ہے مگر ڈاک کی لاپرواہی کی وجہ سے کچھ لوگوں کو رسالہ نہیں پہنچ پاتا، ایسے ممبران سے التماس ہے کہ ہمیں فون کر کے مطلع فرمائیں تا کہ محکمہ ڈاک میں شکایت کر کے رسالہ پہنچایا جا سکے۔

احوال قوم وملت

از: مولانا غلام مصطفےٰ نعیمی *

لہولہان سنبھل

اسلام و وطن

اپنے دامن میں صدیوں کی تاریخ سمیٹے سنبھل شہر کی گلیاں لہولہان ہیں، چاروں طرف پولیس کا پہرہ، راستوں کی بیری کیڈنگ اور آسمانوں پر لہراتے ڈرون کیمرے سنبھل کی کہانی صاف بیان کرتے ہیں، یہ سب چوبیس نومبر 2024 کی صبح اس فساد کی وجہ سے ہوا جو پہلی نظر میں اچانک ہوا حادثہ لگتا ہے لیکن حادثے کی سنگینی اور پس منظر کی کڑیاں صاف اشارہ کرتی ہیں کہ سب کچھ ویسا نہیں ہے جیسا دکھائی دے رہا ہے یا دکھانے کی کوشش کی جا رہی ہے، یقیناً اس فساد کے پیچھے ضرور کوئی منصوبہ بند سازش ہے جس کی وجہ سے آج سنبھل کی گلیاں لہولہان ہیں، سیکڑوں لوگ زخمی، درجنوں گرفتار اور پانچ نوجوان گولیوں کا نشانہ بن کر شہید ہو چکے ہیں۔

اصل قضیہ

سنبھل کی شاہی جامع مسجد عہد مغل کی یادگار ہے، بابری مسجد کے ایک سال بعد سن 1529ء کو اس کی تعمیر ہوئی، تب سے لے کر آزادی تک کبھی کوئی تنازعہ نہیں ہوا۔ آزادی کے بعد بابری مسجد پر فرقہ پرستوں نے تنازعہ ضرور کیا لیکن سنبھل کی مسجد تب بھی تنازعہ سے پاک رہی لیکن 2014ء میں مرکز میں بی جے پی کی حکومت کے بعد شدت پسند ہندو لابی نے شاہی مسجد کے خلاف پروپیگنڈہ شروع کر دیا کہ شاہی مسجد ہندوؤں کے ہری ہر مندر کو توڑ کر بنائی گئی ہے لہٰذا ہندوؤں کو مسجد واپس دلائی جائے۔

اسی پروپیگنڈے کے تحت چھ دن پہلے 19/نومبر کو ہندو فریق نے ضلع کورٹ میں شاہی مسجد کے خلاف مقدمہ دائر کیا۔ جج آدتیہ سنگھ نے دو گھنٹے کے اندر شنوائی کرتے ہوئے ایک ہفتے کے اندر مسجد کے سروے کا آرڈر پاس کیا اور 29/نومبر تک سروے رپورٹ کورٹ میں پیش کرنے کا حکم سنا دیا، جج صاحب کی طرح پولیس انتظامیہ کی پھرتی کی داد دینا ہوگی کہ انہوں نے ایک ہفتے کی بجائے اسی رات میں مسجد کا سروے بھی کرا دیا، جامع مسجد کمیٹی اور مسلمانوں نے انتہائی صبر و تحمل کا ثبوت دیتے ہوئے سروے ٹیم کو پورا تعاون دیا۔ رات گیارہ بارہ بجے تک سروے چلتا رہا، سروے کے بعد ضلع انتظامیہ اور اے ایس آئی کی ٹیمیں واپس لوٹ گئیں۔ اگلے دن یعنی بیس نومبر کو مسلمانوں نے اس فیصلے کے خلاف ہائی کورٹ میں اپیل کرنے کا فیصلہ لیا۔ چونکہ ابھی سروے رپورٹ کے جمع ہونے میں وقت تھا، اس لیے ذمہ داران اپنی تیاریوں میں لگ گئے۔ اس درمیان ہندو کمیونٹی کی جانب سے ڈی ایم کو درخواست دی گئی کہ ہم لوگ سروے سے مطمئن نہیں ہیں، اس لیے دوبارہ سروے کرایا جائے۔

ڈی ایم صاحب نے بغیر عدالتی نوٹس کے خود ہی دوبارہ سروے کا حکم دیا اور چوبیس نومبر کی صبح سات بجے ہندو فریق کا وکیل وشنو شنکر جین بہت سارے اوباشوں کی بھیڑ کے ساتھ مسجد پہنچا، یہ بھیڑ لگاتار JSR کے نعرے لگا رہی تھی، ان کے اکساوے اور شرارت کی وجہ سے مسلمان بھی جمع ہونا شروع ہو گئے، مسجد کے اندر سروے ٹیم اور پولیس انتظامیہ کی موجودگی میں دوبارہ سروے شروع ہوا۔ ادھر باہر ہندو شدت پسندوں کی بھیڑ کے ہنگامے سے مسلمان مشتعل ہو گئے، سی او سنبھل شاید اسی کے انتظار میں تھا، اس نے لاٹھی چارج کرا دیا، اس کے بعد ہنگامہ بھگدڑ اور پتھراؤ شروع ہو گیا، دیکھتے ہی دیکھتے پولیس کی بندوقیں حرکت میں آ گئیں، جب ہنگامہ تھما تو جامع مسجد کے آس پاس کی گلیاں خون سے آلودہ ہو چکی تھیں۔ تین نوجوان موقع پر ہی اور دو اسپتال میں پہنچ کر شہید ہو گئے۔

ضلع انتظامیہ کا متعصب کردار

اس پورے قضیہ میں کچھ سوالات ایسے ہیں جو ہر کسی کو

شک میں ڈال رہے ہیں:

(1) ضلع جج آدتیہ سنگھ نے ہندو فریق کی عرضی کو پہلے ہی دن کیسے قبول کرلیا؟ اسی دن شنوائی بھی کرلی اور اسی دن سروے کا آرڈر بھی کردیا، آخر اتنی جلدی کس بات کی تھی؟ ٹرین چھوٹی جا رہی تھی یا قیامت آنے والی تھی؟ یہ معاملہ کسی مکان یا دکان کا نہیں بل کہ اے ایس آئی (Archaeological Survey of India) میں شامل پانچ سو سال پرانی ''تاریخی مسجد'' کا تھا، اتنی اہم جگہ کے متعلق بغیر دوسرے فریق کو سنے ایک طرفہ شنوائی کیوں ہوئی اور سروے کا آرڈر آخر کس لیے دیا گیا؟

(2) جب جج صاحب نے پولیس کو ایک ہفتے کا وقت دیا تھا تو ایسی کیا جلدی تھی کہ پولیس انتظامیہ نے آنا فاناً سروے ٹیم کو بلا کر رات ہی میں سروے کرانا پڑا۔ پولیس انتظامیہ شہر کے معزز مسلمانوں، جامع مسجد کمیٹی اور شہر کے ممبر اسمبلی اور ممبر آف پارلیمنٹ کو اعتماد میں لے کر سروے نہیں کرا سکتی تھی؟

(3) جب اسی رات میں سروے ہو چکا تھا تو بغیر عدالتی آرڈر کے دوبارہ سروے آخر کیوں کرایا گیا؟

(4) ہندو فریق کے وکیل کے ساتھ شدت پسند ہندوؤں کی بھیڑ کو کس لیے آنے دیا گیا اور ان کے جارحانہ نعروں کے باوجود انہیں روکا کیوں نہیں گیا؟

(5) جب مسلمانوں نے شدت پسندوں کے مقابلے آواز اٹھائی تو لاٹھی چارج اور گولی کیوں چلائی گئی؟ کیا اس کے بغیر مجمع کنٹرول نہیں کیا جا سکتا تھا؟

یہ وہ سوالات ہیں جو نہ صرف مسلمانوں کی طرف سے ہیں بل کہ امن پسند ہندو بھی اٹھا رہے ہیں۔ انڈیا ٹی وی کے متعصب اینکر رجت شرما جیسے صحافی نے بھی سنبھل پولیس اور ضلع جج کی جلد بازی پر سوال اٹھائے ہیں، مگر مسلم دشمنی کا شور اس قدر تیز ہے کہ ہر سوال اس شور میں دبا دیا جا رہا ہے، سوشل میڈیا پر شدت پسند ہندو خوشیاں منا رہے ہیں، پولیس کو شاباشیاں دے رہے ہیں، مرنے والوں کی کم تعداد پر افسوس کر رہے ہیں، ایسا لگتا ہے کہ ان کی خونی پیاس ابھی بجھی نہیں ہے انہیں ابھی اور خون چاہیے۔ ؎

موقع ملے جسے بھی وہ پیتا ضرور ہے
شاید بہت مٹھاس ہمارے لہو میں ہے

◆◆◆

ص ۴۷ کا بقیہ ....

پیدا فرمایا۔

اس کے بعد ستیارتھ پرکاش آ گئی جس میں حسب ذیل عبارتیں موجود تھیں، باب تیسرا (تعلیم) پندرہواں ہیڈنگ:

۔اگنی ہوتر صبح وشام دو ہی وقت کرے۔

باب چوتھا (خانہ داری) ۶۳ رہیڈنگ:

۔سندھیا دو ہی وقت کرنا چاہیے۔

ان عبارات کو سن کر بجز قائل ہونے کے چارہ ہی کیا تھا لہٰذا اعتراف کرتے ہوئے معراج شریف والے سوال کا جواب چاہا کہ آپ کے نبی کو معراج کی رات خدا نے بلایا تو انہیں پھر دنیا میں واپس کیوں کیا، وہ تو اُسے محبوب تھے؟

اس کی نسبت حضور (اعلیٰ حضرت) نے ارشاد فرمایا:

اسے یوں سمجھو کہ ایک بادشاہ اپنے مملکت کے انتظام کے لیے ایک نائب مقرر کرتا ہے وہ صوبہ یا نائب بادشاہ کے حسب منشا خدمات انجام دیتا ہے، بادشاہ اس کی کارگزاریوں سے خوش ہو کر اپنے پاس بلاتا ہے اور انعام وخلعت فاخرہ عطا فرماتا ہے نہ یہ کہ اسے بلا کر معطل کر دیتا ہے اور اپنے پاس روک لیتا ہے!

(امام احمد رضا کے یہ دلنشین جوابات) سن کر اس نے کہا کہ آپ نے میری پوری تشفی فرما دی (آج مجھے میرے سب سوالوں کا جواب مل گیا، آپ نے مجھے خوب مطمئن کر دیا) اور میری سمجھ میں خوب آ گیا، میں ابھی جا کر بیوی اور بچوں کو لاتا ہوں اور خود بھی مسلمان ہوتا ہوں اور ان کو بھی مسلمان کراتا ہوں۔''

(حیات اعلیٰ حضرت، علامہ ظفر الدین بہاری، ج ۱ مطبوعہ لاہور، ص ۳۰۵)

◆◆◆

مضمون نگار کریم گنج، پورن پور، ضلع پیلی بھیت، یوپی کے متوطن ہیں۔

(از: عالمہ اے رضویہ*)

فضائل سیدنا صدیق اکبر بزبان صحابۂ کرام

اسلاف وافلاف

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: پل صراط سے گزرنے کا تحریری اجازت نامہ صرف اسی کو ملے گا جو ابوبکر صدیق سے محبت کرنے والا ہوگا۔ (الریاض النضرۃ، ج ۱ ص ۲۰۷)

مقام صدیق بزبان حسان بن ثابت

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب ﷺ نے حضرت سیدنا حسان بن ثابت رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے ارشاد فرمایا: اے حسان! کیا تم نے بھی میرے صدیق کے بارے میں کچھ مدح سرائی کی ہے؟'' عرض کیا: جی ہاں یارسول اللہ ﷺ فرمایا: مجھے سناؤ، حضرت سیدنا حسان بن ثابت رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے شان صدیق اکبر میں ایک رباعی عرض کی:

''وَثَانِيَ اثْنَيْنِ فِي الْغَارِ الْمُنِيفِ وَقَدْ طَافَ الْعَدُوُّ بِهِ إِذْ صَاعَدَ الْجَبَلَا۔ ترجمہ: اے ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ آپ اس بابرکت غارِثور میں ''ثَانِیَ اثْنَیْنِ'' یعنی دو میں سے دوسرے تھے جب دشمن نے اس پہاڑ کے گرد چکر لگایا اور اس پر چڑھا: وَكَانَ حُبَّ رَسُولِ اللهِ قَدْ عَلِمُوا مِنَ الْبَرِيَّةِ لَمْ يَعْدِلْ بِهِ بَدَلَا۔ ترجمہ: اور آپ ہی رسول اللہ ﷺ کے محبوب ہیں اور سب جانتے ہیں کہ حضورنبئ کریم، رؤف رَّحیم ﷺ نے ساری مخلوق میں کسی کو آپ کا ہم پلہ نہیں سمجھا، خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن ﷺ یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور اتنا مسکرائے کہ آپ ﷺ کی مبارک داڑھیں نظر آنے لگیں، پھر ارشاد فرمایا: اے حسان! تو نے سچ کہا ابوبکر ایسے ہی ہیں۔'' (المستدرک علی الصحیحین، الحدیث ۴۴۶۹، ج ۴، ص ۷)

حق پرستوں کے ہیں صدیق اکبر

امیر المومنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلسلہ نسب میں کل چھ واسطے ہیں اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب ﷺ کے نسب میں بھی مرہ بن کعب تک چھ ہی واسطے ہیں اور اسی طرح حضرت سیدنا ابراہیم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی ۵۸ رویں پشت میں تھے، مکہ مکرمہ میں جتنے قبیلے آباد تھے ان میں سے ہر قبیلہ اس وقت کے مناصب میں سے کسی نہ کسی منصب سے ضرور سرفراز تھا مثلاً بنو عبد مناف کے پاس حجاج کرام کے لیے پانی اور دیگر ضروریات زندگی مہیا کرنے کی ذمہ داری تھی، بنو عبد الدار کے پاس جنگی معاملات اور کعبۃ اللہ شریف کے حفاظتی امور کی ذمہ داری تھی، بنو مخزوم کے پاس لشکروں کے سپہ سالار ہونے کی ذمہ داری تھی، اسی طرح بنو تمیم بن مرہ جو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا قبیلہ تھا، ان کا کام خون بہا اور دیتیں جمع کرنا تھا۔ بنو تمیم کی خصوصیات عرب کے دوسرے قبائل سے مختلف نہ تھیں، ان میں بھی وہی اوصاف پائے جاتے تھے جو دوسرے عرب قبیلوں میں پائے جاتے تھے، جرأت، شجاعت، سخاوت، مروت وہمدردی، بہادری وجفا کشی، ہمسایہ قبائل کی حمایت وحفاظت، معاہدے کی پابندی وغیرہ تمام اوصاف سے بنو تمیم متصف تھے۔

آپ کی کنیت

آپ کی کنیت ابوبکر ہے، واضح رہے کہ آپ اپنے نام سے نہیں بلکہ کنیت سے مشہور ہیں، نیز آپ کی اس کنیت کی اتنی شہرت ہے کہ عوام الناس اسے آپ کا اصل نام سمجھتے ہیں حالانکہ آپ کا نام عبد اللہ ہے۔

ابوبکر کنیت کی وجوہات

(۱) عربی زبان میں ''اَلْبَکْر'' جوان اونٹ کو کہتے ہیں، اس کی جمع ''اَبْکُر'' اور ''بِکَار'' ہے، جس کے پاس اونٹوں کی کثرت ہوتی یا جس کا قبیلہ بہت بڑا ہوتا یا جو اونٹوں کی دیکھ بھال اور دیگر

* مضمون نگار مرکز جامعہ نظامیہ صالحات کرلا ممبئی کی معلمہ ہیں۔

معاملات میں بہت ماہر ہوتا عرب لوگ اسے ''ابوبکر'' کہتے تھے، چونکہ آپ کا قبیلہ بھی بہت بڑا تھا اور بہت مالدار بھی تھے نیز اونٹوں کے تمام معاملات میں بھی آپ مہارت رکھتے تھے اس لیے آپ بھی ''ابوبکر'' کے نام سے مشہور ہو گئے۔

(۲) عربی زبان میں اَبُو کا معنی ہے ''والا'' اور ''بَکر'' کے معنی ''اوّلیت'' کے ہیں، تو ابوبکر کے معنی ہوئے ''اوّلیت والا'' چونکہ آپ اسلام لانے، مال خرچ کرنے، جان لٹانے، ہجرت کرنے، حضور کی وفات کے بعد وفات، قیامت کے دن قبر کھلنے وغیرہ ہر معاملے میں اوّلیت رکھتے ہیں، اس لیے آپ کو ابوبکر (یعنی اوّلیت والا) کہا گیا۔

ساری امت سے افضل صدیق اکبر

ساری امت پر حضرت صدیق اکبر کو فضیلت حاصل ہے، اس منفرد مقام کو بیان کرتے ہوئے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ:

''خير هذا الامة بعدنبيها ابوبكر وعمر۔ ترجمہ؛ اس امت میں نبی کے بعد ابوبکر و عمر سب سے بہتر ہیں۔''

سفر ہجرت میں ابوبکر صدیق کو سرکار دوعالم کی معیت و خدمت کا ایسا اعزاز حاصل ہوا جس میں کوئی دوسرا شریک نہیں، یہ سعادت ازل سے آپ کی قسمت میں لکھی جا چکی تھی، اس عظمت وفضیلت کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یوں روایت کرتے ہیں:

نبی کریم ﷺ نے حضرت جبریل علیہ السلام سے فرمایا:

"من يهاجر معی، قال ابو بكر وهو صديق۔ ہجرت میں میرے ساتھ کون ہوگا؟ تو انھوں نے کہا ابوبکر (جن کا لقب) ''صدیق'' ہے۔"

سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ؎

سایۂ مصطفیٰ مایۂ اصطفیٰ
عز و ناز خلافت پہ لاکھوں سلام
یعنی اس افضل الخلق بعد الرسل
ثانی اثنین ہجرت پہ لاکھوں سلام

حضرت ابوبکر صدیق نرم دل تھے

ابوسریحہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برسرمنبر یہ فرماتے سنا کہ: یقیناً ابوبکر بڑے دردمند، نرم دل اور خدا کی طرف رجوع کرنے والے تھے اور خبردار حضرت عمر اللہ کے دین کی خیر خواہی کرنے والے تھے، پس اللہ نے ان کی خیر خواہی کی۔ (امام جلال الدین سیوطی تاریخ الخلفاء، صفحہ 37)

ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

حضرت ابوبکر صدیق! جامع القرآن

جمع قرآن کے حوالے سے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہمت اور محنت کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: قرآن پاک کے سلسلے میں سب سے زیادہ اجر حضرت صدیق اکبر کو ملے گا سب سے پہلے آپ ہی نے اس کو کتابی صورت میں جمع کیا۔

نیکیوں میں سبقت کرنے والے

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر نیک کام میں آگے بڑھنے کی صفت بیان کرتے ہوئے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں؛ اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ میں نے جس کام میں بھی سبقت کا ارادہ کیا اس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سبقت لے گئے۔ (امام جلال الدین سیوطی، تاریخ الخلفاء 59)

شانِ صدیق اکبر میں نازل ہونے والی علوی تفسیر

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جابجا حضرت صدیق اکبر کی شان بیان فرمائی، ان آیت پر مشتمل ایک مکمل کتاب حضرت جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمائی ہے کہ ہم یہاں صرف وہ آیت مبارکہ تحریر کر رہے ہیں، جن کی تفسیر و تشریح کرتے ہوئے حضرت علی المرتضیٰ نے بیان فرمایا کہ صداقت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب سے قرآن پاک کا ارشاد:

''وَالَّذِی جَآءَ بِالصِّدۡقِ وَ صَدَّقَ بِهٖۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُتَّقُوۡنَ۔ ترجمہ: اور وہ جو یہ سچ لے کر تشریف لائے اور

اسلاف و اخلاف

جنہوں نے ان کی تصدیق کی یہی ڈر والے ہیں۔''

اس آیت کی تشریح وتوضیح میں حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :

" جوحق یعنی دینِ اسلام لے کر آئے حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اورجنہوں نے ان کی تصدیق کی وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ برسرِ منبر علی الاعلان حضرت صدیقِ اکبر کے مقامِ صِدّیقیت کا تذکرہ فرماتے تھے۔ چنانچہ حضرت ابویحیٰ کہتے ہیں: میں نے بارہا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منبر شریف پر یہ فرماتے سنا ہے کہ :اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان سے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام صدیق رکھا۔"

یونہی حکیم بن سعد روایت ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک بار قسم اٹھا کر یہ فرماتے سنا کہ:

"انزل اللہ اسم ابی بکر من السماء الصدیق۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام صدیق آسمان سے نازل فرمایا ہے۔" (ایضاً،صفحہ30)

مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا :

"رَحِمَ اللّٰہُ أَبَا بَکْرٍ زَوَّجَنِیَ ابْنَتَہُ، وَحَمَلَنِي إِلَی دَارِ الھجْرَۃِ۔ ترجمہ: اللہ جل جلالہ ابوبکر پر رحم فرمائے کہ انہوں نے اپنی بیٹی کا نکاح مجھ سے کیا اور مجھے کندھوں پہ اٹھا کر دار الہجرہ (مدینہ شریف) کی طرف لائے۔" (جامع الترمذی)

دم ہجرت رہے منزل بہ منزل
نبی کے ہمنوا صدیق اکبر

ایک مرتبہ حضرت علی نے لوگوں سے دریافت کیا: بتاؤ کہ سب سے بڑا بہادر کون ہے؟ حاضرین نے جواب دیا: آپ سب سے زیادہ بہادر ہیں، آپ نے فرمایا: میں تو ہمیشہ اپنے برابر کے جوڑ سے لڑتا ہوں، پھر میں سب سے بہادر کیسے ہوا؟ تم یہ بتاؤ کہ سب سے زیادہ بہادر کون ہے؟ لوگوں نے کہا جناب ہمیں نہیں معلوم! آپ ہی ارشاد فرمائیں، جواباً حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ سب سے زیادہ بہادر (اشجع الناس) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، سنو جنگِ بدر میں ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے سائبان بنایا، ہم نے آپس میں مشورہ کیا کہ اس سائبان کے نیچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کون رہے گا، کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی مشرک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حملہ کردے۔ خدا کی قسم! ہم میں سے کوئی بھی آگے نہ بڑھا کہ اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ شمشیر برہنہ ہاتھ میں لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کھڑے ہو گئے اور پھر کسی مشرک کو آپ کے پاس آنے کی جرأت نہ ہوسکی، اگر کسی نے ایسی جرأت کی بھی تو آپ فوراً اس پر ٹوٹ پڑے، اس لئے آپ ہی سب سے زیادہ بہادر تھے۔

(امام جلال الدین سیوطی، تاریخ الخلفاء، صفحہ33)

سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ پہرا دیتے ہیں صدیقِ اکبر میرے ہیں
جو حق پر ہیں وہ کہتے ہیں صدیقِ اکبر میرے ہیں

صحابیت صدیق اکبر کا ذکر قرآن میں

حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحابیت ورفاقت قرآن کریم سے ثابت ہے اور اس کا انکار قرآن پاک کا انکار اسی فضیلت وعظمت کا تذکرہ فرماتے ہوئے حضرت علی المرتضیٰ فرماتے ہیں کہ: تمام لوگوں کی اللہ نے مذمت کی ہے اور صدیق اکبر کی یوں تعریف کی ہے:

ترجمہ: اگر تم محبوب کی مدد نہ کرو تو اللہ نے ان کی مدد فرمائی جب کافروں کی شرارت سے انھیں باہر تشریف لے جانا ہوا، صرف دو جان سے جب وہ دونوں غار میں تھے جب اپنے یار سے فرماتے تھے غم نہ کھا بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔"

(علی متقی، کنزل العمال جلد12/515)

حضرت سرکار سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں حدیثِ پاک کی تعداد 316 ہے، یہاں پر تحریر کی موضوع کے اعتبار سے صرف وہی حدیثِ پاک نقل کی جارہی ہیں جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کردہ ہیں کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما اہل جنت کے سردار ہیں، چنانچہ حدیث پاک میں ہیں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اسلاف و اخلاف

فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے ہمراہ تھا کہ حضرت صدیق اکبر وحضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی اچانک آتے نظر آئے تو نبی کریم ﷺ نے ان کے بارے میں فرمایا کہ:

"یہ دونوں نبیوں اور رسولوں کے سوا سب اولین و آخرین ادھیڑ عمر جنتیوں کے سردار ہیں، اے علی تم انہیں نہ بتانا، مسند امام احمد بن حنبل اور کنزل العمال میں ''شبابھا'' کے الفاظ بھی موجود ہیں، یعنی ادھیڑ عمر جنتیوں کے ساتھ ساتھ جوانوں کے بھی سردار ہیں۔" (مسند امام بن حنبل صفحہ 603/ جز2)

امام احمد رضا اسی حدیث پاک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ فرماتے ہیں: ؎

یہ دونوں ہیں سردارِ دو جہاں
اے مرتضیٰ عتیق و عمر کو خبر نہ ہو

حضرت ابن قیتبیہ علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ سوائے چند لوگوں کے سارا عرب مرتد ہو رہا تھا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے جہاد کیا، یہاں تک کہ وہ درست ہو گئے، یمامہ کو فتح کیا اور وہیں مسلمۃ الکذاب کو قتل کیا پھر صنعاء میں رہنے والے اسود العنسی کذاب کو بھی تہ تیغ کر دیا، اس کے بعد شام اور عراق میں لشکر کشائی کی گئی۔ (یہ سب اس لئے کہ حضور رحمت عالم ﷺ کے وصال مبارکہ کے بعد کافی لوگ مرتد ہونے لگے تھے اور کچھ نے توزکوۃ دینے سے بھی انکار کر دیا تھا جو کہ ارکان اسلام میں شامل ہے اور کسی نے تو جھوٹی نبوت کی دعویداری کر دی تھی)

ابو رجاء العطاردی کہتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ گیا اور کیا دیکھتا ہوں کہ تمام لوگ اکٹھا ہو رہے ہیں اس میں ایک شخص کو دیکھا کہ وہ ایک شخص کے سر کو بوسہ دے رہا ہے اور یوں کہہ رہا ہے کہ" میں تم پر فدا ہو گیا ہوں خدا کی قسم اگر آپ نہ ہوتے تو ہم سب ہلاک ہو جاتے" تو میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ بوسہ دینے والا شخص کون ہے؟ تو لوگوں نے جواب دیا وہ عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیشانی کا بوسہ لے رہے ہیں اور مرتدین سے جنگ کی کامیابی پر مبارک باد پیش کر رہے ہیں۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ: جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہو گیا تو عرب مرتد ہونے لگے لوگوں میں نفاق پھیل گیا اور میرے ابا جان استقلال کے میدان میں اس طرح اترے کہ اگر وہ کسی پہاڑ پر ہوتے تو وہ چکنا چور ہو جاتا، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ: قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے سوا عبادت کے کوئی لائق نہیں اگر ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ نہ بنایا جاتا تو خدا کی عبادت نہیں ہو سکتی تھی، اس کلمہ کو آپ نے تین مرتبہ کہا۔

(حیات الحیوان اردو، صفحہ 197)

بلا شک ہیں نبی کی سلطنت کے یہ وزیر اعظم
کہ یار غار محبوب خدا صدیق اکبر کا

دنیائے صداقت میں تیرا نام رہے گا

حضرت سیدنا عروہ بن عبد اللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں حضرت سیدنا امام باقر ابو جعفر محمد بن علی بن حسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے استفسار کیا:

''مَا قَوْلُكَ فِي حُلْيَةِ السُّيُوْفِ؟ یعنی تلوار کو آراستہ کرنے کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: لَا بَأْسَ قَدْ حَلٰی أَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ سَيْفَه. یعنی اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ خود حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے بھی اپنی تلوار کو آراستہ کیا، میں نے کہا: آپ نے انہیں صدیق کہا؟ یہ سنتا تھا کہ آپ جلال فرماتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے اور قبلے کی طرف منہ کر کے ارشاد فرمایا: ہاں! وہ صدیق ہیں، ہاں! وہ صدیق ہیں، ہاں! وہ صدیق ہیں اور جو انہیں صدیق نہ کہے تو اللہ عَزَّ وَجَلَّ اس کے قول کی تصدیق نہیں فرماتا، نہ دنیا میں اور نہ ہی آخرت میں۔'' (فضائل الصحابۃ، ومن فضائل عمر بن الخطاب من حدیث أبی بکر بن مالک، الرقم ۶۵۵ ج ۱ ص ۴۱۹)

صادق کسے کہتے ہیں؟

صادق کا لغوی معنی ہے ''سچا'' اور صادق اس شخص کو کہتے

ہیں جو بات جیسی ہو ویسے ہی زبان سے بیان کر دے۔

(التعریفات، ص ۹۵)

شیخ اکبر حضرت سیدنا محی الدین ابن عربی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: اگر حضور سید عالم ﷺ اس موطن میں تشریف نہ رکھتے ہوں اور سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ حاضر ہوں تو حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے مقام پر صدیق قیام کریں گے کہ وہاں صدیق سے اعلیٰ کوئی نہیں جو انہیں اس سے روکے، وہ اس وقت کے صادق وحکیم ہیں اور جو ان کے سوا ہیں سب ان کے زیر حکم۔ رسول اللہ ﷺ کا سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑا عاشق کون ہوسکتا ہے۔ حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ کی راہ میں مال صدقہ کرنے کے لئے کہا تو:

"وَأَتَى أَبُو بَكْرٍ بِكُلِّ مَا عِنْدَهُ، فَقَالَ: يَا أَبَا بَكْرٍ مَا أَبْقَيْتَ لِأَهْلِكَ؟ قَالَ: أَبْقَيْتُ لَهُمُ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ، هَذَا حَسَنٌ صَحِيحٌ. ترجمہ: اور ابوبکر رضی اللہ عنہ گھر کا وہ سب مال لے آئے جو ان کے پاس تھا، تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ابوبکر! اپنے گھر والوں کے لیے کیا چھوڑا ہے؟ تو انہوں نے عرض کیا: ان کے لیے تو اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑ کر آیا ہوں۔" (جامع الترمذی، ابواب المناقب)

جن کی محبت کی زکوٰۃ کا نصاب ہی یہ ہے سب کچھ نچھاور کر دو محبوب کے قدموں میں اور اسی طرف صوفیہ کا اشارہ ہے کہ: تَن، مَن، دَھن سارے کا سارا اور نہ نصابِ عشق ہے۔

لٹایا راہ حق میں گھر کئی بار اس محبت سے
کہ لٹ لٹ کر حسن گھر بن گیا صدیق اکبر کا

حضرت ابوبکر شبلی علیہ الرحمہ سے کسی نے زکوٰۃ کا نصاب پوچھا، آپ نے فرمایا فقہ کا مسئلہ پوچھ رہے ہو یا عشق کی بات کر رہے ہو؟ اس بندے نے عرض کیا دونوں طرح سے ارشاد فرمادیں، آپ نے فرمایا: شریعت کی زکوٰۃ ڈھائی فیصد ہے جبکہ عشق کی زکوٰۃ سارے کا سارا مال اور اس کے ساتھ ساتھ جان کا نذرانہ پیش کرنے سے ادا ہوتی ہے، اس بندے نے عرض کیا کہ عشق کی زکوٰۃ کی دلیل کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: اس کی دلیل یہ ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا سارا مال نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا اور اپنی بیٹی عائشہ رضی اللہ عنہا نذرانے کے بطور نکاح پیش کر دی۔ (مکتوبات یحییٰ منیری، مکتوب نمبر 34، صفحہ 245-246، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

افضلیت صدیق اکبر پر اجماعِ امت اور صحابہ کرام کا عقیدہ

یوں تو تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان آسمانِ ہدایت کے ستارے ہیں، لیکن ان سب سے افضل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، اس پر اہلِ سنت کا اجماع ہے، احادیث مبارکہ اور خاص طور پر اسد اللہ غالب حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشادات کے پڑھنے کے بعد کسی مُحِبِّ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ان کی فضیلت کا انکار ممکن نہیں، جن سے صدیق اکبر کی عظمت کا پتہ چلتا ہے اور ہمارا ایمان تازہ ہو جاتا ہے، صحابہ کرام کا مقام و مرتبہ ساری امت سے افضل و اعلیٰ ہے۔

اب قیامت تک کوئی کتنی ہی عبادت و ریاضت کرے، ان کے برابر نہیں ہوسکتا، یہ شان ہر صحابی کو حاصل ہے تو پھر ذرا سوچی کہ امام الصحابہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے برابر کون ہوسکتا ہے؟ جنھوں نے مردوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا، پھر تبلیغ اسلام کی راہ میں آنے والی مشکلات کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا، سفر ہجرت میں سرکارِ دوعالم ﷺ کی رفاقت و معیت کا شرف حاصل ہوا، اسی مناسبت سے "یار غار" کا مشہور و معروف لقب آپ کو ملا، اللہ کے حکم سے اس کے محبوب کی بارگاہ سے انہیں "صدیق اکبر" کا خطاب ملا، وزیر و مشیر حبیب کبریا کا درجہ آپ کو حاصل ہوا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ عشرہ مبشرہ میں شامل ہیں، بلکہ ان میں سے پانچ حضرات کو اسلام قبول کرنے پر آپ ہی نے آمادہ کیا۔

سرکار دوعالم ﷺ کے تاکیدی حکم پر مصلیٰ رسول پر کھڑے ہو کر صحابہ کی امامت کا شرف بھی آپ ہی کو ملا، آپ ہی کو سید الاتقیاء کے لقب سے پکارا گیا، بلا فصل خلافت مصطفےٰ کا تاج بھی آپ ہی کے سر اقدس پر سجا، پھر روضۂ مصطفےٰ ﷺ میں قیامت

تک کے لئے قیام کا اعزاز بھی آپ کو عطا ہوا، انہی سعادتوں اور فضیلتوں کی وجہ سے اہل سنت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ انبیاو رُسُل کے بعد ساری امت سے افضل ہیں، قرآنِ حکیم کی کئی آیات مبارکہ اور سرکار دو عالم ﷺ کی بیسیوں احادیثِ طیبہ سے یہ عقیدہ ثابت ہوتا ہے۔

حیرت ہوتی ہے اس قدر واضح آیاتِ قرآنی و احادیثِ نبوی اور اجماعِ امت بلکہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے اجماع کے بعد بھی بعض لوگ اپنی ناواقفیت اور جہالت کی وجہ سے یا دانستہ امتِ مسلمہ میں انتشار پیدا کرنے کے لئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہ صرف امت سے افضل قرار دیتے ہیں بلکہ اس فاسد عقیدے کی تشہیر کرتے ہوئے ذرا نہیں شرماتے اور نہ خدا سے ڈرتے ہیں۔ بلکہ یہاں تک گستاخی اور بے ادبی کرتے ہوئے کہتے ہیں خلافت، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حق تھا جو حضرت ابوبکر صدیق نے چھین لی۔ (معاذ اللہ) ان لوگوں کو نصیحت کرنے کے لئے میں نے ایک قابلِ صد احترام سادات ہی کی مدد سے جس سنی عالم دین کے رسالے سے کچھ اخذ کیا جن کا ذکر ان شاء اللہ میری دسویں پوسٹ میں کروں گی، جن میں انھوں نے حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل و مناقب بیان فرمائے ہیں، جنھیں پڑھ کر ایمان کی تازگی اور عقیدہ میں پختگی پیدا ہوتی ہے۔

ان ارشادات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی افضلیت کا نہ صرف واضح الفاظ میں اقرار و اعتراف کرتے تھے بلکہ اس عقیدے کے خلاف بات کرنے والوں کو سزا دینے کا برسرِ منبر اعلان فرماتے تھے، ان ارشادات سے اہل سنت کے اجماعی عقیدے کی بھی تائید تصدیقی ہوتی ہے کہ خلفائے راشدین کے درمیان خلافت کا کوئی جھگڑا نہیں تھا، وہ باہم شیر و شکر تھے اور آیتِ قرآنی "رحماء بینھم" کی عملی تصویر تھے، یہ ارشادات پڑھ کر محبان علی کو چاہئے کہ وہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشادات کے مطابق اپنے عقیدے کو سنواریں اور افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اجماعی عقیدے سے اختلاف کی جسارت نہ کریں۔ ؎

علی ہیں اس کے دشمن اور وہ دشمن علی کا ہے
جو دشمن عقل کا دشمن ہوا صدیق اکبر کا

حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاتح خیبر کا باہمی ادب و احترام

اب آخر میں ایک ایسی روایت ملاحظہ فرمائیے جس میں حضرت صدیق اکبر اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک دوسرے کے فضائل بیان فرما کر اہل سنت کے عقائد پر مہر تصدیق ثبت کی ہے، روح کو تازگی اور ایمان کو پختگی بخشنے والی اس روایت کے راوی حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ایک دن حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کاشانۂ نبوت میں حاضری کے لئے آئے، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا دروازہ پر آپ دستک دیجیے، حضرت ابوبکر صدیق نے کہا آپ آگے بڑھئے، حضرت علی المرتضیٰ نے کہا: میں ایسے شخص سے آگے نہیں بڑھ سکتا جس کے بارے میں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ما طلعت شمس و لا عربت من بعدی علی رجل افضل من ابی بکر الصدیق۔ ترجمہ: کسی شخص پر سورج طلوع و غروب نہ ہوگا جو میرے ابوبکر صدیق سے افضل ہو (یعنی میرے ابوبکر سب سے افضل ہیں) حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: میں ایسے شخص سے آگے پیش قدمی کی جرأت کیسے کروں جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اعطیت خیر النساء بخیر الرجال۔ ترجمہ: میں نے سب سے بہتر عورت کو سب سے بہتر شخص کے نکاح میں دیا، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: میں ایسے شخص سے کیسے آگے بڑھوں جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا ہو: مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی صَدرِ ابراھیمَ الخَلیلِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی صَدرِ اَبِی بَکرٍ۔ جو شخص ابرہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے سینۂ مبارک کی زیارت کرنا چاہے وہ ابوبکر کے سینہ کو دیکھ لے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: میں بھلا آپ سے

کیسے تقدم کروں جن کے حق میں رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان سنا ہے: جو شخص آدم علیہ السلام کا سینۂ مبارک حضرت یوسف اور ان کے حسن جمال اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی نماز، حضرت عیسیٰ اور ان کا زہد تقویٰ اور حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحتیہ والثناء اور آپ کے خلق عظیم کو دیکھنا چاہے، وہ علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھ لے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: میں ایسے شخص کی پیش قدمی کی جرات کیسے کروں جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ یہ فرمائیں ''جب میدانِ حسرت و ندامت کے دن تمام لوگ جمع ہوں گے، ایک منادی حق تعالیٰ کی جانب سے ندا کرے گا: اے ابوبکر! تم اپنے محبوب کی معیت میں جنت میں داخل ہو جاؤ''، حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: میں ایسے شخص کی تقدیم کیسے کرسکتا ہوں جس کے حق میں رسول اللہ ﷺ نے خیبر اور حنین کے موقع پر جب آپ کی خدمت میں دودھ اور کھجور کا ہدیہ پیش کیا تو فرمایا: هٰذِهٖ هَدِيَّةٌ مِنَ الطَّالِبِ الثالب لعلی بن ابی طالب۔ یہ ہدیہ طالب غالب کی طرف سے علی ابن ابی طالب کے لئے ہے، سیدنا حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: میں آپ سے کیونکر آگے بڑھوں جب کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کے لئے یہ فرمایا ہو: انت یا ابا بکرٍ عنی۔ ابوبکر تم میری آنکھ ہو۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: میں ایسی شخصیت سے کیونکر آگے بڑھوں جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: روزِ قیامت علی جنتی سواری پر آئیں گے تو کوئی ندا کرنے والا ندا کرے گا: اے محمد مصطفیٰ (ﷺ) دنیا میں آپ کے ایک بہت اچھے والد، ایک بہت اچھے بھائی تھے، والد ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اور بھائی علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: میں ایسی شخصیت پر کیسے فوقیت حاصل کرسکتا ہوں جس کی بابت نبی کریم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے۔" روزِ محشر کا خازن رضوان جنت اور دوزخ کی چابیاں لے کر ابوبکر صدیق کی خدمت میں پیش کرے گا اور کہے گا اے ابوبکر! رب کریم جل جلالہ آپ کو سلام فرماتا ہے اور حکم دیتا ہے کہ جنت اور دوزخ کی چابیاں اپنے پاس رکھ لو، جسے چاہو جنت میں بھیج دو اور جسے چاہو دوزخ میں بھیج دو، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: میں ایسے شخص پر تقدم کیوں کروں جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جبریل امین نے مجھے آکر بتایا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کے بعد فرماتا ہے کہ میں تم سے اور علی سے محبت کرتا ہوں، اس پر میں نے سجدۂ شکر ادا کیا پھر کہا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں فاطمہ سے بھی محبت کرتا ہوں، میں سجدۂ شکر بجالایا، پھر کہا میں حسن وحسین سے بھی محبت کرتا ہوں، میں نے سجدۂ شکر ادا کیا، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں ایسے بزرگ کے آگے کیسے بڑھوں جس کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا: لَوۡ وُزِنَ اِیۡمَانُ اَبِیۡ بَکۡرٍ بِاِیۡمَانِ اَہۡلِ الۡاَرۡضِ لَرَجَعَ عَلَیۡہِمۡ۔ اگر روئے زمین پر لوگوں کے ایمان کا ابوبکر کے ایمان کے ساتھ وزن کیا جائے تو ابوبکر کا ایمان سب سے وزنی ہوگا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: میں ایسی محبوب شخصیت سے کیسے آگے بڑھوں جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے یہ خبر دی ہو، قیامت کے دن علی المرتضیٰ، ان کی اہلیہ اور اولاد اونٹوں پر سوار ہو کر آئیں گے تو لوگ کہیں گے یہ کون ہیں؟ منادی کہے گا یہ اللہ تعالیٰ کے حبیب ہیں یہ علی ابن ابی طالب ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: بھلا میں ایسی محترم شخصیت سے کیونکر آگے بڑھوں جن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: اہل محشر جنت کے آٹھوں دروازوں سے یہ آواز سنیں گے: اُدۡخُلۡ مِنۡ حَیۡثُ شِئۡتَ اَیُّہَا الصِّدِّیۡقُ الاکبر۔ ابوبکر جنت کے جس دروازے سے جی چاہے تشریف لے جائیں، حضرت ابوبکر صدیق نے کہا میں اس شخص کے آگے نہیں بڑھوں گا جس کے حق میں رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان ہو: بَیۡنَ قَصۡرِیۡ وَ قَصۡرِ اِبۡرَاہِیۡمَ الۡخَلِیۡلِ قَصۡرُ عَلِیٍّ۔ علی کا محل میرے اور ابراہیم علیہ السلام کے محل کے درمیان ہوگا۔

حضرت علی نے کہا: اس وجیہ مرد سے کیسے آگے بقیہ ص ۱۳ ر پر

اسلاف و اخلاف

از: محمد قمر الزماں رضوی*

استاذِ زمن کی شاعری میں رنگ برکاتیت

اسلاف و اخلاف

برادرِ اعلیٰ حضرت شہنشاہِ سخن استاذ زمن علامہ حسن رضا قادری برکاتی علیہ الرحمہ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں بلکہ ان کے زمانے کے علما و فضلا، فقہا و ادبا شعرا اور تمام ناقدین و مصنّفین و مؤلفین، مقرر و واعظین نے بھی انہیں خراج عقیدت پیش کیا ہے، آج ناچیز کو بھی آپ علیہ الرحمہ کی شاعری میں مشائخ مارہرہ مطہرہ رحمۃ اللہ علیہم کی عظمتیں اُجاگر کرنے کا موقع فراہم ہوا۔

مختصر تعارف

حضرت استاذ زمن کی ولادت باسعادت 22/ربیع الاوّل 1276ھ، مطابق 10/اکتوبر 1859ء کو بریلی شریف محلہ سوداگران میں ہوئی۔

تعلیم و تربیت

ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار اور برادر اکبر امام اہل سنت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سے حاصل کی اور دیگر علوم و فنون کی تحصیل کے لئے اپنے آپ کو امام اہل سنت، مجدد دین و ملت امام احمد رضا خان قادری برکاتی کے سائے کرم میں رکھا، آپ نے شعر و شاعری کا آغاز بچپن ہی سے کر دیا تھا مگر ابتدا میں آپ کو عشق مجازی یعنی غزلیات لکھنے پڑھنے کا بہت شوق تھا، اس لئے صنف غزل ہی میں شعر کہتے تھے اور اصلاح مشہور زمانہ شاعر داغ دہلوی سے کرواتے تھے ایک مدّت تک غزل کہتے رہے اور ایک دیوان کی تکمیل ہوئی جس کا نام ''ثمر فصاحت'' ہے، حسرت موہانی نے ایک جگہ لکھا ہے، شاگردان مرزا داغ دہلوی میں حسن مرحوم بریلی کا پایہ شاعری بہت بلند تھا وہ بجائے خود استاد مستند تھے۔

مگر جب آپ کی طبیعت اس صنف میں شعر کہتے کہتے بھر گئی اور آپ اس کی کم مائیگی اور کھوکھلے پن سے آگاہ ہوئے تو آپ نے سرمدی سرمایہ حمد و نعت (مصطفیٰ ﷺ) کی طرف اپنی قوتِ فکر کو موڑا اور داغ کے بجائے اپنے برادر کلاں (اعلیٰ) حضرت (فاضل) بریلوی سے اصلاح لینے لگے، ایک جگہ لکھتے ہیں۔ ؎

بھلا ہے حسنؔ کا جناب رضا سے
بھلا ہو الٰہی جنابِ رضا سے

(ماخوذ مولانا حسن بریلوی کی ادبی خدمات:14)

استاذ زمن علامہ حسن رضا بریلوی کی نعتیہ شاعری فکر کی توانائی، فن کی پختگی اور تخیل کی پاکیزگی کی غماز ہے، جدید استعارات، بلیغ تشبیہات، زبان کی سادگی و پرکاری، اسلوب بیان کی رعنائی، الفاظ کی موزونیت اور مضامین کی جامعیت آپ کے کمالِ فن کا مظہر ہیں، رسولِ اکرم ﷺ کے عشق و محبّت میں سرشاری کو کس خوبصورتی سے ذیل کے شعر میں بیان کیا گیا ہے۔ ؎

نمازیں سب ادا ہو جائیں گی اس ایک سجدہ میں
نیازِ عشق سر اٹھنے نہ پائے پائے جاناں سے

نعت گوئی کی راہ کانٹوں کا فرش ہے ذرا کی لغزش شرعی مسائل پیدا کر سکتی ہے مولانا (موصوف) خود شرعی آدمی تھے اس لئے ان کی نعتیہ شاعری شرعی گرفت سے محفوظ اور ہر طرح کے سُقم (خرابی) سے پاک ہے، عشقِ رسول (ﷺ) کا بانکپن ذیل کے شعر میں ملاحظہ کیجیے ؎

خاک صحرائے نبی پاؤں سے کیا کام تجھے
آ مری جان میرے دل میں ہے رستہ تیرا

اس شعر میں تغزل کے علاوہ اسلوب بیان کی دلکشی، زبان کی سادگی، عقیدت کی سرشاری، محبت کی لالہ کاری اور عشق کی نغمگی کی ایک دنیا آباد ہے۔

بات کو طول نہ دیتے ہوئے ہم اپنے مقصد کی طرف آتے ہیں یعنی علامہ حسن رضا قادری برکاتی علیہ الرحمہ کی شاعری میں رنگ برکاتیت بریلی شریف اور مارہرہ مطہرہ کے درمیان ہمیشہ سے علمی وروحانی تعلق رہا ہے، جس طرح حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے اپنے مشائخ کرام کی شان میں مناقب وقصائد کے انوکھے گلدستے پیش کئے جو کہ اعلیٰ حضرت کے دیوان حدائق بخشش میں ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں، وہیں برادرِ اعلیٰ حضرت علامہ حسن رضا خاں قادری برکاتی بریلوی نے بھی مشائخ مارہرہ کی شان وعظمت کو رنگ رضا میں پیش کیا ہے۔

استاذ زمن علامہ حسن رضا بریلوی نے اپنے مرشد گرامی وقار پیر کامل سلطان العارفین حضرت سید شاہ ابوالحسین نوری میاں علیہ الرحمہ کے وصال پر تاریخی قطعات رقم فرمائے ہیں جو کہ درج ذیل ہیں۔ ؎

شیخ زمانہ حضرت سید ابوالحسین
جانِ مرادکانِ ھدیٰ شانِ اہتدا

اے میرے شیخ زماں حضرت سید ابوالحسین آپ پر میری جان قربان، آپ تو رشد وہدایت کے پیکر ہیں جو آپ کی اتباع کرلے وہ صراط مستقیم پر گامزن ہوجائے۔ ؎

نورِ نگاہ حضرت آلِ رسول کے
اچھے میاں کے لختِ جگر آنکھوں کی ضیا

علامہ حسن رضا بریلوی کہتے ہیں کہ سرکار نور، آپ آلِ رسول کی آنکھوں کا نور ہیں اور اچھے میاں کے جگر کا ٹکڑا ہیں۔ ؎

خود عین نور سیدی عینی کے نور عین
عشقی کے دل کے چین مرے درد کی دوا

استاذ زمن کہتے ہیں نوری میاں آپ بذات خود نور ہیں اور سیدی ہمزہ عینی کے نورِعین کا نور ہیں اور آپ حضرت برکت اللہ عشقی مارہروی کے دل کا چین، میرے درد کی دوا ہیں۔ ؎

میرے بزرگ بھی اسی در کے غلام ہیں
میں بھی کمینہ بندہ اسی بارگاہ کا

استاذ زمن اس شعر میں اپنی عاجزی وانکساری بیان کررہے ہیں کہ میرے بزرگ (امام اہل سنت اعلیٰ حضرت) بھی اسی در کے غلام ہیں اور میں بھی اسی بارگاہ کا غلام ہوں۔ ؎

ما بندۂ قدیم وتوئی خواجۂ کریم
پروردۂ تو ایم بیفزائے قدر ما

علامہ حسن رضا بریلوی کہتے ہیں کہ ہم قدیم زمانہ کے اس در کے غلام ہیں اور آپ کرم فرمانے والے آقا ہم کو پالنے والے اور ہماری عزت کو بڑھانے والے آپ ہی ہیں۔ ؎

یا سیدی میں کہہ کے پکاروں بلا کے وقت
تم لاتخف سناتے ہوئے آؤ سَروَرا

علامہ حسن رضا بریلوی کہتے ہیں جب میں مصیبت کے وقت یا سیدی کہہ کے پکارتا ہوں، تو آپ لاتخف (غم نہ کرو) کا مژدہ سناتے ہوئے جلوہ گر ہوتے ہیں۔

مجھ سا کوئی سقیم نہ تم سا کوئی کریم
میری طلب طلب ہے تمہاری عطا عطا

عاجزی کا یہ عالم میرے جیسا کوئی سقیم (خستہ حال) نہیں اور نہ آپ جیسا کوئی مہرباں، میری طلب صرف آپ کی ہی عطا ہے۔

دارین میں علوّ مراتب کرو عطا
تم مظہر علی ہو علی مظہر علا

علامہ حسن رضا بریلوی کہتے ہیں کہ دارین یعنی دنیا وآخرت میں مراتب کو بلند کیجیے، آپ ارفع واعلیٰ کے مظہرِ علی ہو۔ ؎

خوش باش اے حسن تیرے دشمن ملول ہوں
جس کا گدا ہے تو وہ ہے غمخوار بے نوا

استاذ زمن مقطع میں کہتے ہیں کہ اے حسن فکر مت کر، غمگین نہ ہو، غمگین اور رنجیدہ تیرے دشمن ہوں، کیونکہ تو جس کا گدا ہے وہ ہمدرد بے نوا ہیں۔ ؎

تاریخ اب وصالِ مقدس کی عرض کر
حاصل ہو پورے شعر سے خاطر کا مدّعا

وہ سید وِلا گئے جب بزم قدس میں
اچھے میاں نے اٹھ کے گلے سے لگا لیا

بقیہ ص ۲۹ / پر ---۴۸۰ + ۸۴۴---۲۴ ھ ۱۳

(از: مفتی اظہار النبی حسینی ابو العلائی*)

حضرت مفسر قرآن! ارباب علم و دانش کی نظر میں

اسلاف و اخلاف

انتخاب حضور حجۃ الاسلام، تلمیذ حضور صدر الشریعہ، خلیفہ و مرید حضور مفتی اعظم ہند، مظہر کمالات رضویہ، چشم و چراغ خانوادۂ واعظیہ، پیر طریقت حضور مفسر قرآن الحاج الشاہ سید محمد ظہور الحسین احمد رضوی قادری نوری واعظی سادات پوری (ولادت ۲۷/رجب ۱۳۴۴ھ ۱۹۲۴ء ۔ وفات ۲۷/جمادی الاولی ۱۴۴۴ھ ۲۱/دسمبر ۲۰۲۲ء بروز جمعرات) نے صوبہ بہار کی مردم خیز سرزمین سیوان میں ایک سادات مآب گھرانے میں آنکھیں کھولیں، بزرگوں کے سایے میں پرورش پائی، اپنے وقت کے سید المتقین حضرات حضور حجۃ الاسلام و حضور مفتی اعظم ہند کے زیر تربیت ایام گزارے، سند المدرسین جیسے اجلہ علما مثلاً یادگار اسلاف علامہ تقدس علی خان، صدر الشریعہ بدر الطریقہ علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی، صدر العلماء علامہ سید غلام جیلانی میرٹھی اور محدث اعظم پاکستان علامہ سردار احمد خان علیہم الرحمہ کے خوان علم سے خوشہ چینی فرمائی، پھر طریقت کا جام دنیا میں گم نام مگر بارگاہ میں نیک نام بزرگان شیخ المشائخ حضرت صوفی سید شاہ واعظ الحق، سید الذاکرین قمر العارفین حضرت سید امیر الحق علیہما الرحمہ کی بارگاہ سے پی کر میدان عمل میں قدم رکھا، ۸۰/سالوں تک اسلام و سنیت کی تبلیغ فرمائی اور آپ کے دم قدم سے خصوصاً ترائی نیپال اور بہار، بنگال، یوپی اور پنجاب کے متعدد علاقوں میں اسلام کی روشنی پھیلی اور سنیت کی باد بہاری چلی، بدمذہبیت خزاں رسیدہ ہوا۔

انھی سب وجوہات کی بنیاد پر اپنے وقت اکابر و اجلہ علما و دانش وران نے آپ کے مقام و مرتبہ سے دنیا کو روشناس کرایا اور اپنے اپنے الفاظ و انداز میں شفقت و محبت کے گوہر لٹائے اور اپنے کلمات میں خراج تحسین پیش فرمایا، جو ذیل میں نذر قارئین کیے جا رہے ہیں۔

مجھے سید کے کمرے میں دفن کرنا

(۱) حضور حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خان علیہ الرحمہ

سالنامہ سعدیہ کے تصوف نمبر میں ہے: میں اسکول کے چوتھے درجے کا طالب علم تھا، حضور حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا بریلوی اپنے بہار دورے پر آئے ہوئے تھے، ملاقات کے بعد حضرت نے ارشاد فرمایا: یہ علم پڑھ کر کیا کریں گے؟ اپنا مذہب پڑھیے اور اسے پھیلائیے، حضرت مجھے اپنے ساتھ بریلی لے گئے، بریلی پہنچا جب تک حضرت حیات ظاہری میں تھے حضرت کے گھر ہی میرے کھانے پینے کا انتظام تھا مجھے رہنے کے لیے جو کمرہ ملا تھا وہ مزار اعلیٰ حضرت سے متصل تھا، میرے ساتھ اور بھی تین ساتھی تھے لیکن سب پر میرا رنگ غالب تھا، سب میری باتیں مانتے تھے، حضرت نے اپنے وصال سے قبل مفسر قرآن مولانا ابراہیم رضا سے ارشاد فرمایا: مجھے سید (ظہور الحسین) صاحب کے کمرے میں دفن کرنا۔ آپ دیکھیں گے حضور حجۃ الاسلام کا مزار مبارک کچھ ہٹ کر ہے۔ (تصوف نمبر، ص ۱۸۹)

عزیز من

(۲) حضور مفتی اعظم ہند علامہ مصطفی رضا خان علیہ الرحمہ

جب آپ فراغت کے بعد اپنے گھر واپس تشریف لائے تو آپ تدریس کرنا چاہتے تھے، لیکن آپ کے دادا اور ابا حضور خاندانی سلسلہ بیعت و ارشاد کی طرف متوجہ کرنا چاہتے تھے۔ اس وقت دادا حضور نے حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کو خط لکھا، جس میں حضور مفسر قرآن علیہ الرحمہ کو بیعت و ارشاد کی راہ چلنے کے لیے نصیحت کی گزارش کی گئی تھی۔ جواب میں حضور مفتی اعظم ہند نے ایک ناصحانہ مکتوب (جو گھر میں آگ لگنے کی وجہ سے سارے نوادرات کے ساتھ خاکستر ہو گیا) ارسال فرمایا، جس میں حضور

* مضمون نگار مرکزی ادارہ شرعیہ نیپال، جنک پور دھام کے قاضی ہیں۔

مفسر قرآن کو''عزیز من'' سے یاد فرمایا تھا۔

زندہ ولی کے صدقے میری دعا قبول فرما

(۳) شیر بہار مناظر اہل سنت حضرت مفتی محمد اسلم القادری علیہ الرحمہ مقصود پوری حضور مفسر قرآن کے وسیلے سے دعا کرتے یہ الفاظ فرمائے:

یا اللہ اپنے اس زندہ ولی (حضور مفسر قرآن) کے صدقے میں میری دیا قبول فرما۔ (سالنامہ سعدیہ کا تصوف نمبر، ص 189)

حضرت شاہ ظہور الحسین علیہ الرحمہ ایک ولی کامل

(۴) پروفیسر فاروق احمد صدیقی، سابق صدر شعبہ اردو بہار یونی ورسٹی، مظفر پور

حضرت مولانا شاہ ظہور الحسین علیہ الرحمہ سے میری پہلی ملاقات کب اور کس سال ہوئی یہ تو نہیں یاد آرہا ہے، لیکن یہ اچھی طرح یاد ہے کہ میری پہلی ملاقات پروفیسر عطاحسن سیف کے در دولت واقع چندوارہ مظفر پور میں بعد نماز مغرب ہوئی تھی، چائے کا دور چل رہا تھا کہ اچانک ایک بزرگ صفت مولانا نمودار ہوئے سیف صاحب نے کھڑے ہو کر ان کا استقبال کیا اور وہ بزرگ محترم اندرون خانہ چلے لے گئے۔ بعد میں سیف صاحب نے بتلایا کہ یہ ہم لوگوں کے قریبی رشتہ دار ہیں اور سیوان ہی کے رہنے والے ہیں۔ اہل سنت کے بڑے عالم اور متقی و پرہیزگار ہیں۔ میرے دل میں بھی حضرت کی طرف سے گہری عقیدت پیدا ہوگئی، لیکن پھر برسوں ان سے ملاقات نہیں ہوئی۔

حضرت کی زندگی کا سب سے اہم مقصد و مشن دین وسنیت کی ترویج واشاعت ہے، اب تک کئی مدارس اور مساجد کی تعمیر کرا چکے ہیں۔ یہ سن کر ظاہر ہے دلی مسرت ہوئی۔

حضرت سید صاحب واقعی بقیۃ السلف تھے

(۵) حضرت مفتی محمد حسن رضا نوری، مفتی دار الافتاء مرکزی ادارہ شرعیہ پٹنہ

میرا تعلق جس علاقہ سے ہے وہاں پیران بریلی شریف کا دورہ ہوتا رہتا ہے اور سیوان کے سادات کرام کی تشریف آوری ہوتی رہتی ہے پورا علاقہ عموماً انہیں دونوں خانقاہوں سے فیض یافتہ ہے سادات پور کے بزرگان دین میں سب سے پہلے جن بزرگ شخصیت کی زیارت سے مشرف ہوا وہ پیر طریقت رہبر راہ شریعت مفسر قران خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ سید ظہور الحسین علیہ الرحمہ والرضوان کی شخصیت تھی چونکہ میرے خویش عزیزم مولانا سعید حسن نعیمی حضرت سید صاحب علیہ الرحمہ کے فیض یافتہ اور خلیفہ ہیں ان کے ذریعہ بھی حضرت سید صاحب علیہ الرحمہ کے تعلق سے معلومات میں اضافہ ہوا۔

حضرت سید صاحب علیہ الرحمہ کی سادگی دیکھ کر اسلاف کی یاد تازہ ہوگئی لباس بالکل سادہ کروفر وتام جھام سے کوسوں دور مریدوں کی آمد و رفت جاری۔ آنے والا اپنا مسئلہ پیش کرتا ہے اور حضرت خندہ پیشانی کے ساتھ سبھوں کی فریاد سن رہے ہیں اور مناسب حل تجویز فرما رہے ہیں ظاہرا جسم کمزور اور توانا نہیں مگر سائلین کی کثرت سے کوئی پریشانی نہیں حضرت کی بارگاہ سے جو بھی واپس آرہا ہے شاداں وفرحاں جارہا ہے میں نے کئی ملاقاتوں میں یہی حالت دیکھی حضرت سید صاحب واقعی بقیۃ السلف تھے کیوں نہ ہو کہ آپ کو جس عظیم ذات سے خلافت واجازت حاصل تھی وہ خود سید المتقین تھے جن پر تقوی کو بھی ناز تھا یعنی پیر و مرشد مفتی اعظم عالم اسلام المعروف مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ آپ اپنے مرشد اجازت کی صفات عالیہ سے متصف تھے۔

حضرت سید صاحب علیہ الرحمہ کی ذات ستودہ صفات صرف بیعت وارشاد تک ہی محدود نہیں تھی بلکہ آپ عمدہ خطیب، بے نظیر مناظر اور مفسر قرآن تھے اپ نے اپنی حیات مستعار میں مسلک اعلی حضرت کی خوب اشاعت وترویج فرمائی اور علاقہ میں جن لوگوں نے خانقاہ مجیبیہ سے بیعت حاصل کرلی تھی انہیں مسلک اہلسنت یعنی مسلک اعلی حضرت کی خوبیوں سے آگاہ فرمایا اور اپنے مریدین شامل فرما کر ان کے عقیدے کی حفاظت فرمائی، حضرت کا یہ کارنامہ صرف عوام تک ہی نہیں بلکہ چند علماء جو پھلواری سے مرید ہو چکے تھے انہیں بھی اپنے دامن سے وابستہ کرکے ان کی ایمان وعقیدہ کی حفاظت فرمائی۔

آپ علیہ الرحمہ بافیض وباکرامت ولی تھے

اسلاف واخلاف

(۶) ناشر مسلک اعلیٰ حضرت مفتی محمد اسلم القادری، دارالعلوم قادریہ غوثیہ، مرغیا چک، سیتامڑھی

شہزادہ غوث اعظم ورئیس المناظرین، مفسر قرآن، پیر طریقت رہبر راہ شریعت حضرت علامہ الحاج الشاہ سید محمد ظہور الحسین احمد القادری واعظی علیہ الرحمہ والرضوان کی ذات جہان علم وفضل میں محتاج تعارف نہیں۔

ہندو نیپال میں آپ کی دینی علمی، فکری، عملی، مذہبی، مسلکی، ملی، تنظیمی رفاہی خدمات دیکھنے کے بعد یہ کہا جا سکتا ہے کہ آپ علمی وجاہت اور خاندانی شرافت وکرامت کے ساتھ زہد وتقوی، اخلاص وللّٰہیت، اخلاق وسیرت، سلوک وتصوف اور احسان و عرفان کی دولتوں سے بھی خوب مالا مال تھے۔ آپ بافیض و با کرامت ولی تھے۔

ح ضور مفسر قرآن کی ذات محاسن کثیرہ سے عبارت تھی

(۷) مصنف کتب کثیرہ حضرت مولانا محمد قمر الزماں مصباحی، ڈائریکٹر ادارہ لوح وقلم سعد پورہ، مظفر پور، بہار

مفسر قرآن گلستان فاطمی کے گل سرسبد عالم ربانی حضرت علامہ الحاج الشاہ سید محمد ظہور الحسین صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ اپنے دینی فضائل، پاکیزہ خصائل علمی وفکری بصیرت، حسن اخلاص، بے ریائی، اخلاقی رواداری، ذاتی اوصاف حمیدہ اور محاسن کثیرہ کی وجہ سے علماء ومشائخ کے ہر طبقے میں یکساں پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ خاندانی شرافت وفضیلت اور نسبی نجابت وکرامت کے ساتھ علم قرآن وحدیث پر درک ومہارت، تعمق نظری، قوت استحضار، درسیات پہ کامل دسترس ادبی کمالات اور شعری جمالیات آپ کی بلند پایہ شخصیت کے اہم پہلو تھے۔ خاندانی بزرگوں کے فیوض وبرکات سے جو حصہ ملا وہ گوہر گرانمایہ کچھ کم نہیں تھا اس پہ مستزاد بریلی شریف کا میکدہ علم وعرفان ہاتھ آ گیا وہاں آٹھ سالوں تک مست وبے خود ہو کر اتنا پیا کہ پوری زندگی اس مرد حق آگاہ کی فکر و آگہی کا خمار کبھی نہیں اترا۔

فراغت کے بعد وعظ وتبلیغ اور ارشاد وہدایت کی مسند کو رونق بخشی اور اصلاح باطنی کا فریضہ انجام دیا آپ کا حلقہ ارادت بہت وسیع تھا شریعت پر استقامت، زہد وتقویٰ، تواضع وانکساری، مسلک اعلیٰ حضرت کا فروغ آپ کی زندگی کا اصل اہداف تھا۔ آپ کی شخصیت اپنے بزرگوں کے حسن سلوک، پاکیزہ سیرت اور بافیض کردار وعمل کی زندہ مثال تھی۔

حضور مفسر قرآن علیہ الرحمہ عاشق خانوادۂ رضویہ

(۸) قاضی ناندیر حضرت مفتی محمد مرتضی رضوی مصباحی، مفتی وقاضی سنی حنفی مرکزی دارالافتاء والقضاء ناندیڑ (مہاراشٹر)

مفسر قرآن پیر طریقت سید ظہور الحسین صاحب قبلہ احمد القادری علیہ الرحمۃ والرضوان جنہوں نے بغیر کسی تصنع کے خالص دین حق اور مسلک اہل سنت وجماعت کی حفاظت وپاسبانی میں اپنی زندگی گزار کر ہمیشہ کے لیے زندگی کو امر بنا لیا، سید ظہور الحسین صاحب احمد القادری علیہ الرحمۃ والرضوان جب چلتے تو علم وعمل مچلتا چونکہ انسان کی عملی زندگی کی عروج وارتقا ایمان وعمل اور اخلاص نیت پر ہی موقوف ہے اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب علم دن پر گہری نظر ہو اور الحمدللہ حضرت مفسر اقران علوم دینیہ کے تمام اصول وفروع پر کامل دسترس رکھتے رہے۔

حضرت مفسر قرآن بریلی شریف اور خانوادہ رضویہ کا ذکر ہمیشہ فرماتے اور اپنے وعظ وبیان میں ہمیشہ مسلک اہل سنت و جماعت یعنی مسلک اعلی حضرت پر بہت مضبوط دلائل پیش کیا کرتے اور اپنے مریدوں کو ہمیشہ مسلک اعلی حضرت پر کاربند رہنے کی سخت تاکید فرماتی حضرت مفسر قرآن علیہ الرحمۃ الرضوان کے خدمات کا دائرہ بہت وسیع ہے بالخصوص اتری بہار تربت کمشنری پر حضرت مفسر قرآن نے بہت محنت ومشقت کے ساتھ پیدل تبلیغی دورہ فرما کر اتری بہار کو وہابیت کے چنگل سے بچانے کے لیے قربانی پیش کی ہے۔

حضور مفسر قرآن سرمایہ ملت کے نگہبان

(۹) مؤرخ نیپال مفتی محمد رضا مصباحی، استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور

مظہر کمالات رضویہ، پروردۂ حضور حجۃ الاسلام، تلمیذ حضور صدر الشریعہ، خلیفہ ومرید حضور مفتی اعظم ہند، چشم وچراغ خانوادۂ

اسلاف واخلاف

واعظیہ، پیر طریقت مفسر قرآن الحاج الشاہ سید محمد ظہور الحسین قادری نوری واعظی سادات پوری (ولادت ۲۷/رجب ۱۳۴۴ھ ۱۹۲۴ء، وفات ۲۷/جمادی الاولی ۱۴۴۴ھ ۲۱/دسمبر ۲۰۲۲ء بروز جمعرات) ابن سید شاہ امیر الحق قادری ابن سید شاہ واعظ الحق قادری ابن سید عبد الجلیل قادری (ولادت ۱۲۵۱ھ مطابق ۱۸۳۶ء وصال ۱۹۴۶ء) بیسویں صدی عیسوی کے ربع اول میں افق اہل سنت کے مطلع پر طلوع ہونے والی اس عبقری شخصیت کا نام ہے جس کی ضوفشانیاں متحدہ ہندوستان سمیت ہمالیہ کے آغوش میں واقع سرسبز وشاداب خطۂ نیپال کو منور کر رہی ہیں۔ آپ کی سطوت علمی اور تبحر فقہی پر فقر و درویشی، زہد و ورع، توکل واستغنا کی ایسی چادر تن گئی کہ بڑے بڑوں کی نگاہیں آپ کے جمال علم کی حقیقت دیکھنے سے عاجز و درماندہ رہیں، اپنی تمام تر جبروت علمی کو مفسر قرآن نے اپنی درویشی میں چھپا لیا، ڈھائی پارے قرآن پاک کی تفسیر جو انہوں نے لکھی تھی اس کو شائع کرنے سے منع کر دیا اس طرح وہ کرم خوردہ ہو کر ضائع ہوگئی۔

حضور مفسر قرآن نے اپنی زندگی کے ۸۰ سال بہار، نیپال، بنگال اور یوپی کے علاقوں میں اہل سنت وجماعت کو وہابی دیوبندی تبلیغی، مجیبی، شمع نیازی اور ہتھیارویوں کی یلغار سے بچانے میں صرف کر دی، بیر گنج نیپال، روتہٹ، جئے نگر، پوکھریا، دمار، جوکہا، جنک پور، لادو بیلا، لوہنہ، سیتامڑھی اور سمستی پور میں آج سنیت کی جو بہار نظر آ رہی ہیں ان میں حضور مفسر قرآن کا خون جگر شامل ہے۔

حضور مفسر قرآن نمونہ اسلاف بزرگ

(۱۰) حضرت مولانا صوفی محمد فاروق رضوی، بانی: دار العلوم امام احمد رضا کواری سونبرسا روڈ سیتامڑھی بہار

شہزادہ غوث اعظم رئیس المناظرین مفسر قرآن پیر طریقت رہبر راہ شریعت حضرت علامہ مولانا الحاج الشاہ سید محمد ظہور الحسین احمد القادری واعظی علیہ الرحمہ جید عالم دین اور بہترین شیخ طریقت جلوہ بار مفکر، عالم باعمل اور متبع شریعت بزرگ تھے، آپ کی ذات محتاج تعارف نہیں، میں نے اپنی زندگی میں آپ کو صاحب تقویٰ پایا، آپ کا عمل صرف فتویٰ پر نہیں تھا بلکہ تقویٰ پر بھی تھا، آپ کی پوری زندگی شریعت مطہرہ کے دائرہ میں گزری ہے۔

اپنے اسلاف کا بہترین نمونہ تھے، عظیم یادگار تھے، دین متین کے سچے خادم تھے۔ مذہب اسلام کے بہترین داعی و مبلغ تھے اور اخلاق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مجسم پیکر تھے، مسلک اعلیٰ حضرت کے سچے اور بے باک ترجمان تھے۔ وہ میرے مرشد اجازت وقار تھے۔

علم وحکمت کے بحر ناپید کنار تھے

(۱۱) حضرت مفتی قمر رضا امجدی، دار القضاء ادارہ شرعیہ موتیہاری، وصدر المدرسین رضوی دار العلوم وقادری تیم خانہ، بڑا بریار پور، موتیہاری

رہبر شریعت وطریقت، مخزن علم وحکمت حضور مفسر قرآن حضرت علامہ الحاج الشاہ سید ظہور الحسین احمد القادری علیہ الرحمہ سادات پوری سیوان کی شخصیت مسحور کی تھی۔ شریعت وطریقت، تبلیغ وارشاد، رشد وہدایت کے پاسدار تھے، علم وحکمت کے بحر ناپید کنار تھے، ایک ایسی ہمہ جہت شخصیت جن کی علمی وفکری اور اعلی کارناموں کی چمک دمک سے شمالی بہار اور ملک نیپال کا اکثر حصہ روشن وتابناک ہے، اصابت رائے، تفکر وتدبر، تحقیق وتدقیق، فکر ونظر، شرف نگاہی، علمی طنطنہ، فہم وفراست ایمانی ان کا طرہ امتیاز تھا۔ تقوی وطہارت کی پاکیزگی، عقائد ومعمولات اہل سنت پر سختی کے ساتھ عمل پیرا، اوصاف حمیدہ اور فضائل جمیلہ ایسے کہ مسلمانوں کے لیے آئیڈیل اور نمونہ تھے، شمالی بہار اور ملک نیپال کا اکثر علاقہ حضرت کے فیضان کرم سے مستفیض ومستنیر رہا ہے۔

دبستان حجۃ الاسلام کا شگفتہ پھول

(۱۲) حضرت مولانا محمد شاہد القادری، چیئرمین حجۃ الاسلام دار التحقیق والتصنیف، کلکتہ

سرکار حجۃ الاسلام کی عبقریت سنت مصطفیٰ جان رحمت ﷺ کی چلتی پھرتی عملی تفسیر تھی، آپ نے خانقاہ رضویہ میں ایسے ایسے ہیرے تراشے ہیں کہ دنیا ان کی کتاب زندگی کا مطالعہ کر کے انگشت بدنداں ہیں، شہزادہ اکبر حضرت مفسر اعظم ہند بقیہ ص ۱۵/پر

از: ڈاکٹر اقبال اختر القادری*

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں

رضویات

قرآن تھوڑا تھوڑا کیوں اُترا؟ نبی آسمان سے واپس کیوں لوٹے؟ نماز پانچ وقت ہی کیوں؟

خلیفۂ اعلیٰ حضرت ملک العلماء علامہ سید ظفر الدین قادری رضوی بہاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ: جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ (ایک روز جب اذان ظہر ہو چکی تھی) قبل ظہر حضرت استاذ العلماء مولانا مولوی حکیم نعیم الدین صاحب مراد آبادی و حضرت مولانا مولوی رحیم الٰہی صاحب مدرس مدرسہ منظر اسلام بریلی خدمت اقدس (اعلیٰ حضرت) میں حاضر ہیں کہ ایک آریہ (ہندو) آتا ہے اور کہتا ہے کہ: میرے چند سوالات ہیں، اگر ان کے جوابات دے دیئے گئے تو میں اور میری بیوی بچے سب مسلمان ہو جائیں گے۔

چونکہ اذان ہو چکی تھی نہ معلوم کتنا وقت صرف ہوگا، بایں خیال حضور (امام احمد رضا) نے فرمایا:

"ہماری نماز کا وقت ہے، ٹھہر جاؤ، اس کے بعد جو سوال کرو گے ان شاء اللہ تعالیٰ جواب دیا جائے گا، وہ کہنے لگا:

ایک سوال تو یہی ہے کہ آپ کے یہاں عبادت کے پانچ وقت کیوں مقرر ہیں۔ پرمیشر کی عبادت جتنی بھی کی جائے اچھا ہے۔

(اس پر) مولانا نعیم الدین صاحب نے فرمایا: یہ اعتراض تو خود تمہارے اوپر آتا ہے، مولانا رحم الٰہی صاحب نے فرمایا میرے پاس ستیارتھ پرکاش (ہندوؤں کی مذہبی کتاب) مکان پر موجود ہے، ابھی منگوا کر دکھا سکتا ہوں۔ الغرض طے پایا کہ جب تک کتاب آئے نماز پڑھ لی جائے، وہ اتنی دیر پھاٹک میں بیٹھا رہا بعدہ (امام احمد رضا سے مکالمہ کرتے ہوئے) مندرجہ ذیل سوالات پیش کیے:

سوال (۱) [اگر قرآن، اللہ کا کلام ہے تو] قرآن تھوڑا تھوڑا کیوں نازل ہوا ایک دم کیوں نہ آیا جبکہ وہ خدا کا کلام ہے خدا تو قادر تھا کہ ایک ساتھ اُتار دیتا؟

سوال (۲) [آپ حضرات کے بقول] آپ کے نبی کو معراج کی رات خدا نے (آسمانوں پر) بلایا تو انہیں پھر دنیا میں واپس کیوں کیا، وہ تو اُسے محبوب تھے؟

سوال (۳) عبادت پانچ وقت (کیوں) کے متعلق ستیارتھ پرکاش کی عبارت دیکھنا مشروط ہوئی۔

مذکورہ بالا سوالات سن کر حضور (اعلیٰ حضرت) نے فرمایا:

میں تمہارے سوالوں کے جوابات ابھی دیتا ہوں مگر تم نے جو وعدہ کیا ہے اس پر قائم رہو (گے نا)؟

اس نے کہا ہاں میں پھر کہتا ہوں کہ اگر میرے سوالات کے جوابات آپ نے معقول دے دیے تو میں مسلمان ہو جاؤں گا اور بیوی بچوں کو بھی لا کر مسلمان کرا دوں گا، جب خوب قول و قرار اور پختہ وعدہ کر لیا تو حضور (اعلیٰ حضرت) نے فرمایا:

پہلے سوال کا تو جواب یہ ہے کہ جو شے عین ضرورت کے وقت دستیاب ہوتی ہے اس کی وقعت دل میں زیادہ ہوتی ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام کو بتدریج نازل فرمایا، (پھر فرمایا) انسان بچہ کی صورت میں آتا ہے پھر جوان ہوتا ہے پھر بوڑھا' اللہ تو قادر تھا، بوڑھا ہی کیوں نہ پیدا فرمایا! (پھر فرمایا) انسان کھیتی کرتا ہے پہلے پودا نکلتا ہے پھر کچھ عرصہ کے بعد اس میں بالی آتی ہے، اس کے بعد دانہ برآمد ہوتا ہے، وہ تو قادر تھا کہ ایک دم غلہ کیوں نہ بقیہ ص ۳۳ / پر

* مضمون نگار انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک ایجوکیشن، کراچی کے پرنسپل ہیں۔

دوسری اور آخری قسط

از: مولانا کوثر امام قادری*

تسبیح ربانی اور تحقیق طوفانی

گزشتہ سے پیوستہ

”عن عمرو بن شعیب، عن ابیہ عن جدہ قال قال رسول اللہ ﷺ من قال لا الہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ لہ الملک ولہ الحمد وہو علیٰ کل شئی قدیر مائتی مرۃ فی یوم لم یسبقہ احد کان قبلہ و لا یدرکہ احد بعدہ الا بافضل من عملہ۔ حضرت عمرو نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے دادا سے روایت کی حضور ﷺ نے فرمایا جس نے ایک دن میں دو سو مرتبہ لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وہو علی کل شئی قدیر پڑھا تو اس پر کوئی سبقت نہیں لے جائے گا نہ اس سے پہلے اور نہ اس کے بعد اس کو کوئی پائے گا مگر یہ کہ اس سے افضل عمل کے ذریعہ۔“ [مسند امام احمد حدیث نمبر ٦٧٤]

اس حدیث کو امام طبرانی نے بھی کتاب الدعا میں اپنی سند سے تخریج کی ہے۔

امام ہیثمی فرماتے ہیں:

”ورجال احمد ثقاف وفی رجال الطبرانی من لم اعرفہ۔ امام احمد کے رجال ثقہ ہیں اور امام طبرانی کے رجال میں کچھ وہ ہیں جن کو میں نہیں جانتا۔“ [مجمع الزوائد جلد ١٠، ٨٦]

اسی فضیلت کو پانے کے لئے صحابہ و تابعین اولیا و صالحین پوری پوری رات عبادت مولی اور ذکر الٰہی میں گزار دیتے۔

وظائف صالحین

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

حافظ ابن رجب حنبلی نے ان کے بارے میں لکھا:

”ان ابا ھریرہ رضی اللہ عنہ کان لا ینام حتیٰ یسبح الف تسبیحۃ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہزار مرتبہ تسبیح پڑھ کر ہی سوتے تھے۔“ [جامع العلوم والحکم ٤٤٦]

حضرت خالد بن معدان رضی اللہ عنہ

ان کے بارے میں امام حاکم نے فرمایا:

”کان یسبح فی الیوم اربعین الف تسبیحۃ سوی مایقرأ من القران فلما مات ووضع علی سریرہ لیغسل جعل یشیر باصبعہ ویحرکھا یعنی بالتسبیح نعم ان کرم اللہ وحکمتہ ان من عاش علی شئی مات علیہ ومن مات علی شئی بعثہ اللہ علیہ۔ وہ روزانہ چالیس ہزار مرتبہ تسبیح پڑھتے تھے یہ اس کے سوا جو تلاوت قرآن کرتے تھے، جب ان کا انتقال ہوا اور غسل دینے کے لیئے تخت پر رکھے گئے تو وہ اپنی انگلی سے اشارہ کرنے لگے اور اسے حرکت دینے لگے یعنی تسبیح پڑھنے لگے ہاں اللہ تعالی کا کرم اور اس کی حکمت ہے کہ جو جس چیز پر زندگی گزارتا ہے اس کی موت اسی پر آتی ہے اور جس چیز پر موت آتی ہے اسی پر اللہ تعالیٰ اسے اٹھائے گا۔“

[مستدرک حدیث نمبر ٢٧٨٧]

حضرت عمیر بن ہانی رضی اللہ عنہ

حافظ ذہبی لکھتے ہیں:

”وکان عمیر بن ہانی یسبح کل یوم مائۃ الف تسبیحۃ۔ عمیر بن ہانی روزانہ ایک لاکھ مرتبہ تسبیح پڑھتے تھے۔“ [سیر اعلام البلاء، جلد ١٣، ٢٢]

حضرت عامر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ

امام اصفہانی فرماتے ہیں:

”ان عامر بن عبد اللہ کان من افضل العابدین و فرض علی نفسہ فی کل یوم الف رکعۃ۔ حضرت

عامر افضل العابدین میں سے تھے انہوں نے اپنے اوپر روزانہ ایک ہزار رکعت نفلی نماز پڑھنا لازم کرلیا تھا۔''

[حلیۃ الاولیا، جلد ۲، ۸۸]

سیدنا امام زین العابدین علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

حافظ ذہبی فرماتے ہیں:

''کان یصلی فی الیوم واللیلۃ ألف رکعۃ الی ان مات قالہ مالک وکان یسمیٰ زین العابدین لعبادتہ۔ وہ رات دن میں ایک ہزار رکعت پڑھتے تھے اور یہ سلسلہ وقت انتقال تک جاری رہا امام مالک نے فرمایا ان کی عبادت کی وجہ سے انہیں زین العابدین نام سے پکارہ گیا۔'' [العبر من غبر، جلد ۱، ۱۱۱]

حضرت علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حافظ ابن حجر نے فرمایا:

''کان یسجد کل یوم الف سجدۃ وقال میمون بن زیاد العدوی کان یصلی فی کل یوم الف رکعۃ۔ وہ ہر دن ایک ہزار سجدے کرتے تھے حضرت میمون عدوی نے کہا کہ وہ ایک ہزار رکعت پڑھتے تھے۔''

[تہذیب التہذیب جلد ۷، ۳۱۴]

یعنی پانچ سو رکعت پڑھتے تو ایک ہزار سجدے ہوتے۔

یعقوب بن یوسف بن ایوب ابوبکر المطوعی رضی اللہ عنہ

حافظ ابن کثیر نے لکھا:

''وکان وردہ فی کل یوم قرأۃ ''قل ہو اللہ احد'' احدی وثلاثین الف مرۃ او احدی واربعین الف مرۃ۔ اور ان کا وظیفہ روزانہ اکتیس یا اکتالیس ہزار مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھنا تھا۔'' [البدایۃ والنہایۃ جلد ۱۱، ۸۴]

حضرت اسود بن یزید نخعی کوفی

امام یافعی فرماتے ہیں:

''کان یصلی فی الیوم واللیلۃ سبع مائۃ رکعۃ۔ وہ رات دن میں سات سو رکعت پڑھتے تھے۔ [مراۃ الجنان، ۱، ۱۵۶]

حضرت امام اعظم ابوحنیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

امام عبدالحیٔ لکھنوی فرماتے ہیں:

''کان یصلی فی کل لیلۃ ثلاث مائۃ رکعۃ مرّ یوما علی جمع من الصبیان قال بعضھم لبعض، ھذا یصلی فی کل لیلۃ الف رکعۃ ولاینام باللیل، فقال ابو حنیفۃ نویت ان اصلی فی کل لیلۃ الف رکعۃ وان لاانام باللیل۔ آپ ہر رات میں تین سو رکعت پڑھتے تھے ایک دن بچوں کی جماعت کے قریب سے گزرے تو بچوں میں سے ایک نے دوسرے سے کہا یہ رات میں ایک ہزار رکعت پڑھتے ہیں اور رات میں سوتے نہیں ہیں، امام اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے اس دن عہد کرلیا کہ ہر رات ایک ہزار رکعت پڑھوں گا اور رات میں سوؤں گا۔''

[اقامۃ الحجۃ، ۸۱]

حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

امام ابونعیم اصفہانی فرماتے ہیں:

''کان یصلی فی کل یوم ولیلۃ ثلاث مائۃ رکعۃ۔ وہ رات و دن میں تین سو رکعت پڑھتے تھے۔''

[حلیۃ الاولیا، جلد ۹، ۱۸۱]

صحابہ کرام وتابعین، اولیاء کرام وصالحین پانچ پانچ سو رکعات نفلی نمازیں ہزار سجدے ہزار ہزار تسبیحات پڑھتے تھے، ان کے شب و روز کے معمولات میں یہ وظائف شامل تھے اور واضح ہے کہ اتنی لمبی تعداد کا شمار انگلیوں پر ممکن نہیں لامحالہ اس گنتی کے لئے انہیں کسی نہ کسی واسطے وذریعہ کی ضرورت تھی چنانچہ بعض لوگ کھجور کی گٹھلیاں کچھ لوگ سنگریزے ایک خاص تعداد میں اپنے پاس رکھتے جبکہ کچھ لوگ دھاگوں میں ایک مقررہ تعداد میں گانٹھ لگاتے اور اس پر شمار کرتے تھے اور یہی ان کی مصنوعی تسبیح تھی جسے سبحہ یا مسباح کہہ سکتے ہیں۔

قرآن کریم کا ارشاد، رسول کریم ﷺ کا فرمان اور صحابہ کرام وتابعین کا عمل سب کچھ موجود پھر بھی البانی کا یہ دعویٰ کرنا کہ ''سو مرتبہ سے زیادہ کی تعداد میں ذکر الٰہی کرنا بدعت ہے،

حماقت و بددیانتی کے سوا کچھ نہیں ہے۔

(۲) دوسرا دعویٰ: سومرتبہ سے زیادہ کی تعداد میں ذکر کی کوئی صحیح نہیں۔ یہ دعویٰ بھی جاہلانہ ہے کہ کیوں کہ یہ مسئلہ باب فضائل سے ہے جس میں صحیح حدیث کا ہونا کوئی ضروری نہیں حسن یا ضعیف حدیث ہو جب بھی کوئی حرج نہیں۔

امام ترمذی اپنی سند سے یہ حدیث تخریج فرماتے ہیں:

"عن عائشة بنت سعد بن ابی وقاص رضی الله عنه عن ابیها انه دخل مع رسول الله ﷺ علی امرأة وبین یدیها نواة او قال حصاة تسبح بها۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، حضور ﷺ کے ہمراہ ایک خاتون کے پاس سے گزرے اس کے سامنے گٹھلیاں یا سنگریزے تھے جس پر تسبیح پڑھ رہی تھی۔"

"فقال الا اخبرک بما هو ایسر علیک من هذا او افضل سبحان الله عدد ما خلق فی السماء وسبحان الله عدد ما خلق فی الارض وسبحان الله عدد، مابین ذالک وسبحان الله عدد ما هو خالق والله اکبر مثل ذالک۔ والحمد لله مثل ذالک ولا حول ولا قوة الا بالله مثل ذالک۔ تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا میں تمہیں اس چیز کی خبر نہ دوں جو تیرے لئے اس سے آسان یا افضل ہے (اس نے عرض کیا کیوں نہیں ارشاد فرمائیں تو آپ نے فرمایا تم کہو) سبحان اللہ عدد ما خلق فی السماء الخ۔

[سنن ترمذی حدیث نمبر ۳۵۶۸۔ سنن ابوداؤد جلد ۲، ۸۱]

اس حدیث کی تخریج بعد امام ترمذی نے فرمایا:

"هذا حدیث حسن۔ یہ حدیث حسن ہے۔"

امام حاکم نے فرمایا:

"هذا حدیث صحیح الاسناد۔ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔"

حافظ ابن حجر نے فرمایا:

"هذا حدیث حسن۔ یہ حدیث حسن ہے۔"

[نتائج الافکار جلد ۱، ۷۷]

وہ صحابیہ سومرتبہ سے زیادہ تعداد میں تسبیح پڑھتی تھیں جن کے شمار کے لئے گٹھلی یا سنگریزے کا سہارا لیتیں حضور ﷺ نے انہیں ملاحظہ فرمانے کے بعد یہ نہیں فرمایا کہ صرف سومرتبہ پڑھو اور انگلیوں پر شمار کرو یعنی ان کے اس عمل پر نکیر نہیں فرمائی بلکہ ان کے عمل کو برقرار رکھتے ہوئے آسان راستہ ارشاد فرمایا کہ جو تم کر رہی ہو یہ بھی جائز ہے لیکن یہ ایک مشکل کام ہے، اس سے آسان اور افضل یہ دعا پڑھو یعنی افضلیت کی نفی ہوئی اور جواز کو برقرار رکھا گیا۔

"عن هاشم ابن سعید الکوفی قال حدثنی کنانة مولیٰ صفیة رضی الله عنها قال سمعت صفیة تقول دخل علیّ رسول الله ﷺ وبین یدی اربعة الاف نواة اسبح بها قال لقد سبحت بهذه الا اعلمک باکثر مما سبحت؟ فقلت بلیٰ علمنی، فقال قول سبحان الله عدد خلقه۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا حضور ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور میں چار ہزار گٹھلیاں سامنے رکھ کر ان پر تسبیح پڑھ رہی تھی، فرمایا تم اس پر تسبیح پڑھ رہی ہو؟ جس پر تسبیح پڑھ رہی ہو اس سے زیادہ کو تمہیں نہ بتاؤں؟ میں نے عرض کیا کیوں نہیں ہمیں تعلیم فرمائیں تو ارشاد فرمایا: کہو سبحان اللہ عدد خلقه۔"

[سنن الترمذی حدیث نمبر ۳۵۵۴][الطبرانی فی کتاب الدعاء ۴۹۴]

اس حدیث کے بارے میں امام حاکم نے فرمایا:

"هذا حدیث صحیح الاسناد۔ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔"

امام ذہبی نے ان کی موافقت کی۔ [مستدرک حاکم جلد ۱، ۵۴۷]

◆◆◆

یہ شمارہ آپ کو کیسا لگا؟ ہمیں اپنے تاثرات ضرور لکھیں، آپ کے تاثرات ماہنامہ سنی دنیا کے صفحات کی زینت بنیں گے، اگر آپ کاروباری ہیں تو رسالہ میں اپنے اشتہار دے کر اپنے کاروبار کو ترقی بھی دے سکتے ہیں۔

تصنیف: امام فقیہ ابواللیث نصر ابن محمد سمرقندی

ترجمہ: علامہ مفتی محمد صالح قادری بریلوی*

فکر آخرت

انتیسویں قسط

ترغیبات

گزشتہ سے پیوستہ

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر (۱) کا بیان

بدوں کے ساتھ نیکوں کی بھی پکڑ

روایت: حضرت مصنف (فقیہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) اپنی پوری سند متصل کے ساتھ، اسماعیل ابن ابی حکیم سے نقل کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ حضرت عمر ابن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ عامہ ناس کو خواص کی بدعملی کی وجہ سے عذاب نہیں فرماتا ہے، ہاں جب معاصی کھلم کھلا اور بکثرت ہونے لگیں اور لوگ روکنا ٹوکنا (انکار اور ناگواری کا اظہار) نہ کریں تو پوری قوم مستحق سزا ہو جاتی ہے پھر آپ نے ذکر کیا کہ اللہ تعالیٰ نے (اپنے نبی) حضرت یوشع ابن نون علیہ الصلاۃ والسلام کو وحی فرمائی (اور خبر دی) کہ میں تیری قوم کے چالیس ہزار نیکوں اور ساٹھ ہزار بدوں کو (عذاب سے) ہلاک کرنے والا ہوں۔

عرض کیا: اے میرے رب! یہ اشرار کی ہلاکت جو ہے اس کی وجہ تو سمجھ میں آ گئی لیکن اخیار کا کیا قصور ہے؟ فرمایا: انہوں نے میرے غضب کی موافقت میں، ان پر غصہ ظاہر نہیں کیا اور (بجائے قطع تعلق) ان کے ساتھ ہم نوالہ وہم پیالہ بنے رہے۔ (۲)

بے عمل شخص پر بھی امر و نہی لازم بشرطیکہ اہلیت ہو

حدیث شریف: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ حضور پرنور نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

”مروا بالمعروف وان لم تعملوا به، وانهوا عن المنكر وان لم تنتهوا عنه۔ (ترجمہ) بھلائی کرنے کو (دوسروں سے) کہتے رہو اگرچہ خود تمہارا اس پر عمل نہ ہو اور برائی سے (دوسروں کو) منع کرتے رہو، اگرچہ تم اس سے باز نہیں آسکے ہو۔“

کوئی خیر کی کنجی، کوئی شر کی کنجی

حدیث شریف: حضرت انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا:

”ان من الناس ناسا مفاتيح للخير-الحديث۔ (ترجمہ) لوگوں میں کچھ افراد بھلائیوں کی کنجیاں ہیں اور شر کے لئے تالے (کی سی حیثیت رکھتے) ہیں اور کچھ ایسے ہوتے ہیں جو شر کی کنجیاں ہیں اور بھلائی کے لئے تالے (جیسی حیثیت رکھتے) ہیں تو طوبیٰ (۱) ہے اس کے لئے جس کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ نے خیر کی کنجی رکھی اور ویل (بربادی) ہے اس کے لئے جس کے ہاتھوں پر شر کی کنجی رکھی۔“

مومن ومنافق کی ایک شناخت

وضاحت: (مصنف علیہ الرحمہ نے کہا): مطلب یہ ہے کہ جس کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی توفیق ملی وہ خیر کے لئے چابی کی حیثیت رکھتا ہے اور یہ مومن کی صفت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ۔ (ترجمہ) اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں سب ایک دوسرے کے

[۱] امر بالمعروف = بھلائی کا حکم دینا۔ نہی عن المنکر = برائی سے روکنا، منع کرنا، ۱۲ر مترجم غفرلہ۔

[۲] یعنی ان کا قصور یہ ہے کہ انہوں نے اولاً امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ انجام نہیں دیا۔ اور ثانیاً ان سے ترک تعلق نہیں کیا، ۱۲ر مترجم غفرلہ۔

[۱] طوبیٰ = خوش نصیبی، خوش خبری، استحقاق مبارک بادی، ۱۲ر مترجم غفرلہ۔

* مترجم جامعۃ الرضا بریلی شریف کے صدر مفتی اور شیخ الحدیث ہیں۔

رفیق (ومعین) ہیں (کہ آپس میں ایک دوسرے کو) بھلائی کا حکم دیں اور بُرائی سے منع کریں۔'' [سورۂ توبہ–۷۱/کنز الایمان]

رہا وہ شخص جو (اس کے برعکس) برائی کا حکم کرے اور بھلائی سے روکے تو یہ (خصلت) اس کے منافق ہونے کی علامت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''الْمُنَافِقُونَ وَالْمُنَافِقَاتُ بَعْضُهُم مِّن بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمُنكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوفِ۔ (ترجمہ) منافق مرد اور منافق عورتیں (سب) ایک تھیلی کے چٹے بٹے ہیں، بُرائی کا حکم دیں اور بھلائی سے منع کریں۔'' [سورۂ توبہ–۶۷/کنز الایمان]

امرونہی کی فضیلت اور فاسق سے بغض کی اہمیت

ارشاد مولیٰ علی شیر خدا: حضرت امیر المومنین مولیٰ علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا: افضل اعمال سے ہے، امر بالمعروف ونہی عن المنکر اور شنآن فاسق، تو جس نے امر بالمعروف کیا اس نے مومن کی پیٹھ مضبوط کی اور جس نے نہی عن المنکر کیا اس نے منافق کی ناک (گویا) زمین سے رگڑ دی۔ (۱)

متعلمانہ وعالمانہ سوال وجواب

حدیث شریف: حضرت سعید، حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ہم لوگوں سے ذکر کیا کہ (ایک بار قبل ہجرت) حضور نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کی خدمت اقدس میں ایک شخص آیا اور حضور اس وقت مکہ شریف میں تشریف فرما تھے۔ اُس نے آ کر عرض کیا: کیا آپ وہی ہیں جو کہتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں؟ حضور نے ارشاد فرمایا: ہاں، اُس نے عرض کیا: تو (یہ بتائیے کہ) اللہ تعالیٰ کے نزدیک، نیک اعمال میں سب سے زیادہ پیارا عمل کون سا ہے؟ حضور نے ارشاد فرمایا: اللہ پر ایمان لانا (۲) اُس نے عرض کیا: پھر کون سا (عمل زیادہ محبوب) ہے؟ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: صلۃ الرحم (یعنی رشتہ داروں سے میل ملاپ قائم رکھنا، ان کی مالی خدمت کرنا، سلام وکلام بند نہ کرنا... وغیرہ) اُس نے عرض کیا: پھر کون سا عمل (اللہ کو زیادہ محبوب) ہے؟ حضور نے ارشاد فرمایا: بھلائیوں کا حکم دینا اور برائیوں سے روکنا، اُس نے پھر عرض کیا: (حضور! اب یہ بتائیے کہ) اللہ پاک وبرتر کے نزدیک، بُرے اعمال میں سب سے زیادہ مبغوض (قابل نفرت) عمل کون سا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شرک باللہ ہے (۱) اُس نے عرض کیا: پھر زیادہ مبغوض کیا ہے؟ حضور نے ارشاد فرمایا: قطیعۃ الرحم۔ رشتہ کاٹنا (۲) اُس نے پھر عرض کیا: (حضور!) اس کے بعد کون سا عمل (زیادہ مبغوض) ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا ترک۔ (۳)

جس شخص کی سب تعریف کریں وہ تارکِ امرونہی ہوگا

قول ثوری: (منقول ہے کہ) حضرت امام سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک قاری (یعنی عالم وحامل قرآن) کو ملاحظہ فرمایا کہ وہ اپنے پاس پڑوس والوں کا بڑا محبوب ہے اور اپنے بھائیوں، دوستوں، اہل خاندان کے نزدیک بھی بڑا محمود (قابل ستائش) ہے تو آپ نے (حاضرین) سے فرمایا تمہیں معلوم کہ وہ قاری بے شک مُداہن ہے۔ (۴)

بے وجہ شرعی ترک امرونہی کا خمیازہ

حدیث شریف: حضرت مصنف اپنے شیخ محمد ابن خزیمہ سے سن کر، بحوالہ اسناد تام، حضرت جریر (بزرگ صحابی) رضی اللہ

---

[۱] شنآن = بغض ونفرت، دشمنی۔ شنآن فاسق = یعنی فاسق سے اس کے فسق کی وجہ سے بغض وتنفر رکھنا، مراد یہ ہے کہ فاسق کی بُری صفت وخصلت کو بُرا مانے نہ کہ اس کی ذات کو، کیونکہ مسلمان کو بحیثیت مسلمان حقیر وذلیل ماننے کی اجازت نہیں ہے مطلب یہ ہے، جرم کی ذات سے بغض وتنفر نہیں بلکہ اس کے جرم سے ہونا چاہئے اور سوچنا چاہئے کہ مآل کے اعتبار سے ہوسکتا ہے وہ مجھ سے عند اللہ اچھا ہو، واللہ تعالیٰ اعلم، ۱۲/مترجم غفرلہ۔

[۲] ایمان لانا = یعنی دل سے تصدیق کرنا، یعنی اس کی شان وصفت جیسی ہے ویسی صدق دل سے مان لینے کا نام ایمان ہے، ۱۲/مترجم غفرلہ۔

[۱] یعنی اللہ تعالیٰ کے ذاتی یا صفاتی خاصوں میں سے کسی ایک میں بھی کسی اور کی حصہ داری، ساجھہ داری ماننا، ۱۲/مترجم غفرلہ۔

[۲] یعنی بلا وجہ شرعی رشتہ داروں سے ترک تعلق اور ناحق روٹھا راٹھی، بعد کفر وشرک سب سے بُری خصلت وعادت ہے بہت بڑی معصیت ہے، ۱۲/مترجم غفرلہ۔

[۳] استطاعت وصلاحیت کے باوجود امرونہی سے پہلو تہی ولا پرواہی اللہ کو سخت ناپسند ہے بہت مبغوض ہے، ۱۲/مترجم غفرلہ

[۱] مُداہن = چکنی چپڑی کرنے والا، خوشامدی، چاپلوس ڈرپوک۔ مطلب یہ ہے کہ اگر وہ امرونہی کرتا تو سب کا محبوب ومحمود نہیں ہوتا بلکہ ضرور کچھ نہ کچھ اس کی برائی کرتے اس سے دشمنی رکھتے جیسا کہ فساق وبے باک لوگوں کی طبیعت عامہ ہوتی ہے، تو دلالت حال شاہد ہے کہ وہ عالم ضرور مداہن ہوگا، ۱۲/مترجم غفرلہ۔

.... جاری

منظومات

خودنمائی چھوڑ دے اور سادگی سے نعت پڑھ

(از: مولانا سلمان رضا فریدی مصباحی، مسقط عمان

بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ میں عاجزی سے نعت پڑھ
خودنمائی چھوڑ دے اور سادگی سے نعت پڑھ

سن رہے ہیں مصطفیٰ ﷺ اور تو ہے اُن کے سامنے
اِس حقیقت کو سمجھ، پاکیزگی سے نعت پڑھ

تیرے لائق ہو نہیں سکتا گویّوں کا طریق
اے نبی ﷺ کے نعت خواں، سنجیدگی سے نعت پڑھ

پہلے اخلاص وعقیدت کے مصلے کو بچھا
پھر بصد تعظیم، طرزِ بندگی سے نعت پڑھ

زندگی گذرے دفاعِ عظمتِ سرکار ﷺ میں
لے کے آئینِ رضا، عشقِ نبی ﷺ سے نعت پڑھ

ہر تکلف، ہر بناوٹ، ہر اداکاری سے دُور
دل سے جو نکلیں، اُن اشکوں کی نمی سے نعت پڑھ

منبر ومحراب کا جس سے تقدس ہو بلند
یوں زبان وقلب کی شائستگی سے نعت پڑھ

حرکتِ بے جانہ ہو، اُسلوب بازاری نہ ہو
عشق وایمان وادب کی روشنی سے نعت پڑھ

دین کی خدمات میں عالم کا ہمسر کون ہے
اُن کے قدموں سے لپٹ، دل بستگی سے نعت پڑھ

عالموں کی قدر میں تیرے لیے بھی قدر ہے
علم والوں کی محبت پروری سے نعت پڑھ

دل کی سچی کیفیت مقبول ہوتی ہے یہاں
چاہیے کوثر تو پوری تشنگی سے نعت پڑھ

نعت خوانی، نوٹ خواہی کا ذریعہ مت بنا
رب نوازے گا تجھے، بس خوش دلی سے نعت پڑھ

ہو نہ تیری ذات سے باطل عقائد کا فروغ
رب سے ڈر اور عالموں کی رہبری سے نعت پڑھ

خواہش دادو دَہش اپنے لیے اک عیب ہے
اے مرے پیارے، نہ ایسی دل لگی سے نعت پڑھ

ناروا ہے منبرِ سرکار پر یہ شور وغُل
پاسِ مدحت کی مکمل آگہی سے نعت پڑھ

نام وشہرت اور انا، عشقِ نبی میں کر فنا
حضرتِ حسان کی وارفتگی سے نعت پڑھ

نعت خوانی کے سبب تعلیم سے غافل نہ ہو
پہلے پڑھ، پھر علم وفن کی پختگی سے نعت پڑھ

صرف ہونٹوں پر نہ ہوں ان کی ثنا کے زمزمے
شاہِ بطحا کی مکمل پیروی سے نعت پڑھ

سب کو بزمِ نعت کی روحانیت کا ہو خیال
نعت سننے والے! تو بھی خامشی سے نعت پڑھ

پیکرِ عشق وادب میں اے فریدی ڈھل کے چل
راہِ مدحت میں بڑی نازک روی سے نعت پڑھ

نصیب اپنا بناؤ نبی نبی کہہ کر

(از: سید خادم رسول عینی، بھدرک اڑیسہ

تم اپنی زیست بتاؤ نبی نبی کہہ کر
نصیب اپنا بناؤ نبی نبی کہہ کر

سفر تمہارے بھی طے ہونگے خوب راحت سے
ستارو فرش پہ آؤ نبی نبی کہہ کر

غموں کی دھوپ سے چھٹکارا ہوگا رحمت کی
ندی میں خوب نہاؤ نبی نبی کہہ کر

مناؤ عید، ہے میلادِ مصطفیٰ کا دن
یوں رنگ عشق دکھاؤ نبی نبی کہہ کر

تمہاری زیست کی کھیتی بھی لہلہائے گی
خوشی کے پودے اگاؤ نبی نبی کہہ کر

ادائے سنت روح الامین بھی ہوگی
خوشی کے جھنڈے لگاؤ نبی نبی کہہ کر

ادب رہے سدا ملحوظ، ان کی محفل ہے
نہ ڈھول تاشے بجاؤ نبی نبی کہہ کر

ربیع نور کا چاند آ گیا نظر عینی
بلند نعرہ لگاؤ نبی نبی کہہ کر

طلبۂ جامعۃ الرضا کا پیغام! قوم مسلم کے نام

ماشاءاللہ پچھلی رات جامعۃ الرضا بریلی شریف کے حسن رضا کانفرنس ہال میں بنام تحفظِ ناموسِ صحابہ ایک عظیم کانفرنس بجانب طلبۂ جامعۃ الرضا منعقد ہوئی جس میں زیر تعلیم مفتیان کرام و فاضلین جامعۃ الرضا کے دلائل و حقائق سے لبریز تقاریر نے دلوں کو منور و تاباں کر دیا، جس میں آئے دن ناموسِ صحابۂ کرام پر ہونے والے حملوں کی مذمت کی گئی اور شان اصحابِ حضور ﷺ سینکڑوں کتابوں کی روشنی میں بیان کر کے رافضیوں اور مولائیوں کے ذریعہ پھیلائی گئی غلط فہمیوں کا ازالہ بھی کیا گیا۔

دور حاضر میں حضرت مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کی آڑ لے کر بارگاہِ صحابہ میں تبرا بازی کرنے والے عالم نما جاہلوں اور پیروں کے بھیس میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہنے والے ڈھونگیوں کا بھی قرآن و احادیث کی روشنی میں پردہ فاش کیا گیا اور عوام اہلِ سنت سے اس بات کی بھی گزارش کی گئی کہ ایسے ملاؤں پیروں سے ہمیشہ بچ کر رہیں، نہ ان کو اپنی محفلوں میں مدعو کریں نا ہی ان کے بیانات سنیں اور نا ہی ان کو اپنا آئیڈیل بنائیں، اگر آئیڈیل بنانا ہی ہے تو حضور تاج الشریعہ، حضور مفتی اعظم ہند، حضور اعلیٰ حضرت، حضور سید آلِ رسول مارہروی، حضور خواجہ غریب نواز، حضور غوثِ پاک، حضرت امام اعظم ابوحنیفہ علیہم الرحمۃ والرضوان کو بنائیں کہ جن کا بیک زبان یہی کہنا تھا کہ ؎

اہلِ سنت کا ہے بیڑا پار اصحابِ حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا گیا کہ جب بھی نبی کریم ﷺ اور ان کے صحابہ کی عزت و ناموس پر کوئی حملہ ہوا ہے تو علمائے اہلِ سنت نے ہمیشہ اس کا دنداں شکن جواب بھی دیا ہے اور امت کے ایمان و عقیدہ کی حفاظت بھی فرمائی ہے اور ان شاءاللہ تا قیامت فرماتے رہیں گے اور بزبانِ اعلیٰ حضرت یہ کہتے رہیں گے کہ ؎

خاک ہو جائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضا
دم میں جب تک دم ہے ذکر انکا سناتے جائیں گے

اختتام مجلس پر طلبہ کے متعدد سوالات کے جوابات دے کر ان کے ذہن و فکر میں ابھر رہے اشکالات کو بھی دفع کیا گیا، اس کے ساتھ ہی نوجوانانِ امت کے لیے بصورتِ تحریر ایک اہم پیغام شائع کیا گیا جس کا ماحصل یہ ہے کہ بالعموم تمام امت مسلمہ اور بالخصوص طلبۂ مدارس خواہ وہ زیر تعلیم ہوں یا فارغین ہوں مغربی تہذیب کو نظر انداز کر کے لباس اسلامی کو اپنا شعار بنائیں اور عوام کو بھی چاہئے کہ گویئے شاعروں کے بجائے کسی ایک ہی اچھے عالم کی تقریر کرائی جائے جو چند گھنٹوں کی ہی ہو رات بھر محفل کرنے سے لاکھ گنا بہتر ثابت ہو سکتا ہے، اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کو نبی کریم ﷺ اور ان کے صحابہ کی محبت سے سرشار فرمائے اور اسلامی تعلیم کے مطابق زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

رپورٹ: محمد حیدر حسین عرف محمد بلال رضا رضوی
متعلم: جامعۃ الرضا بریلی شریف

الماس ملت کو ہدیۂ تبریک

یکم نومبر 2024ء کو سرزمین سرا (کرناٹک) کے عظیم الشان جلسہ بنام جشن غوث الوریٰ و تحفظ عقائد اہل سنت و آمد حضور قائد ملت میں حضور قائد ملت کے ہاتھوں سے خلیفۂ حضور تاج الشریعہ و محدث کبیر الماس ملت حضرت علامہ مفتی محمد مقصود عالم فرحت ضیائی صاحب کو ان کی دینی اور علمی خدمات کے اعترافات میں ''مفتی اعظم کرناٹک ایوارڈ'' سے نوازا گیا۔

فقیر فاروقی حضرت مفتی صاحب کو اس مسرت بداماں موقع پر ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہے اور دعا گو ہے کہ مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے انھیں یوں ہی دن دونی رات چوگنی عزت و عظمت عطا فرمائے اور ان کی دینی خدمات کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہو، آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ اجمعین۔

محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی
مدیر ماہنامہ سنی دنیا و مفتی مرکزی دار الافتا، بریلی شریف

सुन्नी दुनिया में इश्तिहार देकर अपने कारोबार और इदारे को फ़रोग़ दें

Monthly Package Four Colour महाना पैकेज फोर कलर

S. No.	Adv. Space	کوارٹر پیج Quarter Page	ہاف پیج Half Page	فل پیج Full Page	اشتہار کی جگہ	نمبر شمار
1	Back Title Page	8000/-	10000/-	15000/-	بیک ٹائل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	6000/-	8000/-	12000/-	فرنٹ ٹائل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	4000/-	6000/-	10000/-	بیک ٹائل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Quarterly Package Four Colour तिमाही पैकेज फोर कलर

1	Back Title Page	20000/-	25000/-	35000/-	بیک ٹائل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	15000/-	20000/-	30000/-	فرنٹ ٹائل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	10000/-	15000/-	25000/-	بیک ٹائل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Half Yearly Package Four Colour छमाही पैकेज फोर कलर

1	Back Title Page	30000/-	40000/-	60000/-	بیک ٹائل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	20000/-	35000/-	50000/-	فرنٹ ٹائل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	15000/-	25000/-	40000/-	بیک ٹائل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Yearly Package Four Colour सालाना पैकेज फोर कलर

1	Back Title Page	50000/-	70000/-	100000/-	بیک ٹائل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	35000/-	60000/-	80000/-	فرنٹ ٹائل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	25000/-	40000/-	60000/-	بیک ٹائل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Black & White Package any in side Magzine ब्लैक एण्ड व्हाईट पैकेज रिसाला में कहीं भी

1	Monthly	1500/-	3000/-	5000/-	ماہانہ	۱
2	Quarterly	4000/-	8000/-	12000/-	سہ ماہی	۲
3	Half Yearly	7000/-	12000/-	16000/-	ششماہی	۳
4	Yearly	10000/-	16000/-	20000/-	سالانہ	۴

नोट:-

1 तीन महीने का मतलब कोई भी तीन महीने, इसी तरह 6 या 12 महीने का मतलब कोई भी 6 या 12 महीने।

2 वक़्त और हालात के पेशे नज़र इश्तिहार की इबाअत मुक़द्दम व मुवख़्ख़र भी हो सकती है।

3 पूरे इश्तिहार की रक़म एक मुश्त पेशगी जमा करनी होगी।

Contact: 82 Saudagaran, Dargah Aalahazrat, Bareilly Sharif (U.P.), Pin - 243003, Mob. 9411090486
Account Details: Asjad Raza Khan, SBI A/c No. 10592358910, IFSC Code: SBIN0000597

RNI No. UPMUL/2017/71926
Postal Regd. No. UP/BR-34/2023-25

DECEMBER-2024
PAGES 56 WITH COVER

PER COPY : ₹ 30.00
PER YEAR : ₹ 350.00

MAHNAMA SUNNI DUNIYA

Printer, Publisher & Owner Asjad Raza Khan, Printed at Faiza Printers, Bara Bazar, Bareilly
Published at 82, Saudagran, Dargah Aala Hazrat, Bareilly Sharif (U.P.) PIN : 243003, Editor Asjad Raza Khan